لڑکی کچھ دیوانی سی

عفت سحر

وہ اپنے گھر چلا گیا، افسوس مت کرو
اتنا ہی اس کا ساتھ تھا، افسوس مت کرو
وہ آج تم سے دور ہے، کل پاس آئے گا
پھر سے خدا ملائے گا، افسوس مت کرو



متواتر بجنے والی ڈور بیل اس وقت صور اسرافیل سے مشابہہ تھی۔ اس غضب کی سردی میں گرم گرم کمبل چھوڑ کر نکلنا کس قدر تکلیف دہ اور ناخوشگوار عمل تھا، یہ کوئی اس وقت رازی فاروقی سے پوچھتا۔ اس نے دو تین دفعہ اپنے پیروں کی طرف کمبل میں لپٹے احراز کو جھنجھوڑا مگر اس کو جنبش بھی نہ ہوئی اور دائیں طرف لیٹے بابر سے اٹھنے کی توقع رکھنا عبث تھا۔ وہ "جاگ" ہی جاتا تو غنیمت تھا کجا اتنی سردی میں صبح سویرے مین گیٹ تک جانا۔ وہ بڑبڑاتے ہوئے اٹھا۔ کمبل پرے پھینکا۔ اگر معمولات میں سے ہوتا تو اور بات تھی اب جبکہ وہ رات کو بارہ بجے گھر پہنچا تھا، احراز اور بابر سے باتوں میں تین بج گئے اور ابھی نیند بھی پوری نہیں ہوئی تھی کہ صبح کے سات بجے بیل بجنا شروع ہو گئی۔ اس نے رسٹ واچ آنکھوں کے قریب کر کے ٹائم دیکھا۔ پھر ان دونوں بے خبروں کو گھور کر سلیپر پہن کر گاؤن پہنا اور تلملاتا ہوا باہر نکلا۔ موسم نے مزید موڈ خراب کر دیا تھا۔ دھند اس قدر دبیز تھی کہ [illegible] بمشکل دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے دانت بھینچ لیے۔

وہ کوفت زدہ سا [illegible] اور بیل کی زیادتی نے اس کا دماغ کھولا دیا تھا۔ اس نے جھٹکے سے [illegible] کیا۔

"السلام علیکم۔ ذرا جلدی سے ایک انڈا تو دے دیجیے۔"

نسوانی آواز، بے تکلف مگر عجلت آمیز لہجہ۔ اس کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔ صبح سویرے اتنی سخت سردی میں کوئی اس قدر فضول فرمائش کرے تو کیا حال ہو سکتا ہے۔ اس کی مندی ہوئی آنکھیں پوری طرح کھل گئیں، خاصی ناگواری سے سامنے موجود نسوانی پیکر کو گھورا۔

"کیا بکواس ہے یہ؟" وہ سرد لہجے میں بولا تو وہ چونکی۔

"ارے۔ انڈا نہیں سمجھتے آپ... جلدی سے دیجیے نا۔" وہ جیسے اسے چغد سمجھ رہی ہو۔

"میں تو سمجھتا ہوں مگر آپ شاید اپنی فرمائش سے بے خبر ہیں، نہ تو میں مرغی ہوں اور نہ ہی میرا اس عہدے پر تفویض ہونے کا مستقبل میں ارادہ ہے۔"

وہ سخت کھسیلے لہجے میں بولا تو اس کی بات سمجھ کر عنبر نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔ کل تو یہ شکل یہاں موجود نہیں تھی۔

"اور اس عہدے کی آس بھی مت رکھیے گا کیونکہ آپ مرغی کا مذکر تو ہو سکتے ہیں مرغی نہیں۔"

وہ اسے چڑاتے ہوئے تقریباً" بھاگنے کے انداز میں پلٹی تھی۔ رازی اس اجنبی لڑکی کی اس قدر بے تکلفی اور بدتمیزی پر بھونچکا کھڑا تھا۔ یکدم ہوش میں آگیا۔

"اسٹوپڈ۔" وہ زوردار انداز میں گیٹ بند کر کے اندر کی طرف بڑھا۔ ساری نیند رفو چکر ہو گئی تھی۔ اس قدر فضول اور بدتہذیب لڑکی۔ نئے شہر کی پہلی صبح وہ بھی اس قدر بکواس۔ پھر سے بستر لگے کمرے میں پہنچ کر دماغ کو مزید گرمائی ملی۔ اس نے گاؤن کی ڈوری کھول کر پرے پھینکا اور دوبارہ بستر میں گھس گیا۔ اس کا عریض بیڈ اس وقت اس ماں کے بستر کا سا نظارہ پیش کر رہا تھا جس کے لاڈلے بچے اس کے ساتھ ہی سونے کی ضد لیے سوئے ہوں۔ وہ کینہ توز نظروں سے بابر اور احراز کو دیکھتا ہوا کمبل لپیٹ کر دوبارہ سونے کی کوشش کرنے لگا۔

* — * — *

"یار یہ روز روز مجھ سے سوکھی بریڈ کا ناشتہ نہیں ہوتا۔" رازی نے بابر کے بنائے ہوئے ناشتے کی پلیٹ پرے کھسکا کر ناگواری سے کہا تو وہ دھپ سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"زبان سنبھال کے، میں آپ کا بھائی ہوں آپ کی بہتر نہیں جو آپ کی اس ادا پر نثار ہوتے ہوئے جا کر پراٹھا بنا لاؤں گا۔" وہ طنزاً بولا۔

"سنا نگ برادر [illegible] بہتر نہیں نصف بدتر۔" احراز نے گویا بابر کی حمایت کی تو وہ اسے گھورنے لگا، مگر وہ رعب میں نہیں آیا۔

"ٹھیک ہی تو کہہ رہا ہوں نصف بہتر کم از کم پراٹھا

تو بنا ہی لیتی ہے جو اتنا بھی نہ کر سکے، جس کے بنائے ہوئے ناشتے کو اتنی حقارت سے ٹھکرا دیا جائے وہ تو نصف بدتر ہی کہلا سکتا ہے۔" وہ اطمینان بھری شرارت سے بولا۔ تو بابر تلملا اٹھا۔

"شٹ اپ۔"

"یو شٹ اپ۔" وہ بھی [illegible] ٹون میں بولا تو مجبوراً بے زار بیٹھے رازی کو دخل اندازی کرنا پڑی۔

"دونوں بکواس بند کرو۔"

"بھائی اسے تو آپ کچھ نہیں کہتے۔" بابر نے چڑ کر احراز کو گھورا۔

"یہ تو اپنی اپنی لک ہے کیوں بگ برادر؟" وہ اسے مزید چڑانے کے لیے ہنسا تو رازی غصہ سے اسے دیکھنے لگا۔

"اور تم لوگ اسٹڈیز پر بھی دھیان دے رہے ہو یا بس ان لطیفوں پر ہی گزارا ہے؟" وہ بالکل سنجیدہ تھا۔ دونوں نے [illegible] انداز میں ایک دوسرے کو دیکھا۔ وہ دونوں ٹوئنز تھے۔ دونوں میں بے حد دوستی بھی تھی مگر لڑتے بھی اتنا ہی زیادہ تھے۔ رازی [illegible] سال بڑا ہونے کے سبب [illegible] طبیعت کا "ریزرو" تھا۔ اس کی یہی سخت گیری ان دونوں کو قابو میں رکھنے میں مددگار ثابت ہوتی تھی۔ مگر بعض اوقات وہ [illegible] اس کی اس سختی کو بھی خاطر میں نہیں لاتے تھے۔

"واہ بگ برادر۔ اسکول سے لے کر اب کالج کے فائنل ایئر تک فرسٹ کون آتا رہا؟" بابر تو تڑپ ہی اٹھا اس کے مشکوک سوال پر۔

"ہاں۔ فرسٹ۔" [illegible] استہزائیہ انداز میں بولا اور رازی کی طرف متوجہ ہوا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ ہمیشہ اسکول [illegible] میں فرسٹ آتا تھا یعنی اسکول کا ٹائم آٹھ بجے کا ہوتا تو یہ محترم ایک گھنٹہ پہلے ہی اسکول پہنچ جاتے۔ کالج میں بھی ان کی یہی روٹین رہی ہے، یہی ہمیشہ کالج فرسٹ پہنچتے ہیں۔" وہ شریر مسکراہٹ کے ساتھ بتا رہا تھا۔

"احراز کے بچے۔ آئی ول کل یو۔" بابر نے دانت پیس کر کہا تو رازی ہنس دیا۔

"کمال ہے یار میں تو تمہاری تعریف کر رہا ہوں اور بگ برادر یہ کالج سے گھر بھی [illegible] سے فرسٹ آتا ہے۔" وہ بدستور شرارت کے موڈ میں تھا۔

"اور تم۔ اپنا بھی تو بتاؤ کہ تم لیٹ [illegible] ہو۔" اس نے جل کر احراز کا راز افشا کر دیا تو اس کی مسکراہٹ غائب ہونے میں پل بھر بھی نہیں لگا۔

"کیوں؟" رازی نے ابرو اٹھا کر احراز کو گھورا۔

"وہ..." اس نے تھوک نگلا۔ "اصل میں بھائی میں ریسرچ [illegible]..."

"ریما اور میرا پر۔" بابر نے شرارت سے بات کاٹی تو وہ شرارت سے اسے دیکھنے لگا۔ مگر اس نے نگاہیں ہی نہیں ملائیں۔

"واٹ؟" رازی کو دھچکا لگا۔ بے یقینی سے احراز کو دیکھا تو وہ [illegible] گیا۔

"بھائی! بس دو دفعہ [illegible] بھی دوستوں کے اصرار کرنے پر۔" اس نے فوراً ہی [illegible] تو وہ گہری سانس لے کر رہ گیا پھر بے حد سنجیدگی سے بولا۔

"خیر اب میں آگیا ہوں تو تم دونوں کو درست کر دوں گا۔"

"یوں نہیں کہو ناں ہمارا سارا سیٹ اپ، اپ سیٹ کرنے کے لیے آئے ہیں۔" بابر منہ ہی منہ میں بڑبڑا کر اپنی پلیٹ پر جھک گیا۔

"آپ تو ڈنمارک سے سیدھے اسلام آباد اترے تھے، پھر اماں کو ساتھ کیوں نہیں لے آئے؟" احراز نے رازی سے پوچھا۔

"آپی کہاں آنے دے گی انہیں [illegible]" نے اپنی کزن کا نام لیا۔

"کمال ہے کہاں تو اماں آپ کے آنے کے دن [illegible] اور کہاں یہ کہ آپ آگئے تو آپ کو تنہا بھیج دیا۔" بابر [illegible] سے بولا۔

"ہفتہ بھر رہیں گی ابھی وہ۔ اور احراز، تم اٹھو جلدی سے میرے لیے پراٹھا بنا کر لاؤ شاباش۔" اس

نے بات ختم کرتے ہوئے احراز پر حکم جمایا تو وہ بدک گیا۔

"بھائی! میں نے پہلے بھی کہا ہے نصف بد تر تو [illegible] سکتا ہے مگر نصف بہتر بننے کی [illegible] اس میں نہیں۔" بابر نے اس کی بات لوٹائی تو وہ دانت [illegible] گیا۔

"ہاں مجھ میں نہیں اس میں ضرور ہے۔" رازی نے جھلا کر کہا تو دونوں چپ ہو گئے۔ احراز [illegible] مسکرا کر بابر کو آنکھ ماری تو وہ بھی ہنس کر چائے کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"ہیلو۔" دلکش نسوانی آواز پر تینوں کی گردن جھٹکے سے مڑی تھی۔

"اوہ۔ یار کیا ٹائم پر آئی ہیں آپ۔" بابر فوراً اٹھ کر اس کی طرف بڑھا۔

"جلدی سے ایک [illegible] سا پراٹھا اپنے ان مزے دار [illegible] ہاتھوں سے... وہ [illegible] اپنے خوبصورت ہاتھوں سے ایک مزے دار سا پراٹھا بنا کر لایئے فوراً۔"

"وہ تو میں [illegible] لوں کی مگر کھائے گا کون؟" وہ اطمینان [illegible] بولی۔ رازی اچنبھے سے ان کی بے تکلف گفتگو سن اور دیکھ رہا تھا۔

"بھئی آپ کو اس سے کیا؟" اب کی بار احراز خفگی سے بولا تھا۔

"اگر میرے ہاتھ کا بنا پراٹھا کھانے کا اعزاز "یہ صاحب" حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آئی ایم سوری۔" اس نے رازی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے صاف گوئی کا عظیم الشان مظاہرہ کیا تو وہ تپ سا گیا۔

"عنبر۔" وہ دونوں احتجاجاً بول اٹھے تھے۔

"کیوں... اتنی دفعہ بھول گئے انہوں نے کیا کیا تھا۔ ایک انڈا ہی تو مانگنے آئی تھی صاف کہہ دیا میں [illegible]۔" وہ چمک کر بولی تو رازی فوراً سمجھ گیا۔ یہ وہی [illegible] تھی [illegible] کے موڈ خراب کرنے کا باعث بنی تھی۔ بابر [illegible] سے بھائی کی حمایت کی۔

"یہ تو بالکل سچ کہا تھا بھائی نے۔"

"ہاں میرا بھی یہی خیال ہے کیونکہ اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو ہمارے علم میں ضرور ہوتی کیوں برادر؟" احراز بہت معصومیت سے رازی سے [illegible] کر رہا تھا۔ وہ دانت کچکچانے لگا۔ ایک دم ہی شدید غصے نے اسے آن لیا تھا۔ وہ کرسی دھکیل کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"[illegible] اپ... اور تم... فوراً" یہاں سے دفع ہو جاؤ۔" اس نے ان دونوں کو خاموش کرایا اور عنبر کو باہر کا راستہ دکھایا۔

"کیوں جی... آپ دو دن [illegible] ہی قبضہ جمانے لگے جبکہ میں پچھلے دو سال سے یہاں آ رہی ہوں۔" وہ تنک کر بولی۔ رازی کو رتی بھر بھی شبہ نہیں تھا کہ وہ مزید [illegible] لگی [illegible] وہ [illegible] گیا۔

"وہ اس لیے کہ میں یہاں نہیں تھا۔ اب میں آ گیا ہوں تو اس گھر میں تمام فضول لوگوں کا آنا جانا بند ہو جائے گا۔" وہ سرد لہجے میں بولا۔

"چچ چچ... پھر آپ کہاں جائیں گے؟" اس نے [illegible] بڑی معصومیت سے پوچھا تو احراز اور بابر کی ہنسی [illegible] نکل گئی مگر چونکہ فی الحال ہنسا خطرے سے خالی نہیں تھا اس لیے [illegible] جھکا لیے۔

"دیکھیے آپ کے لیے [illegible] گا کہ یہاں سے چلی جائیں ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔" رازی نے بمشکل خود پر قابو رکھا ورنہ جی چاہ رہا تھا اس بدتمیز اور منہ پھٹ لڑکی کے منہ پر کم از کم ایک تھپڑ تو مار ہی دے۔

"آپ میرا اچھا سوچنے والے کون ہوتے [illegible] میں اپنا اچھا برا خود اچھی طرح جانتی ہوں اور رہ گئی آپ [illegible] برے ہونے کی بات تو اس سے میں بھی سو فیصد متفق ہوں۔" وہ اس کو اس قدر اطمینان سے چڑا رہی تھی کہ حد نہیں۔

"دیکھیے اب میں [illegible] نہیں کروں گا۔" رازی نے انگلی اٹھا کر وارننگ دینے والے انداز میں کہا۔ اس کی سیاہ آنکھیں غصے سے بھری تھیں۔

"اس مرض کی ڈاکٹر ہی دوا دے سکتا ہے میرے

میں ہے۔" وہ تمسخرانہ انداز میں بولی تو اس سے مزید برداشت نہیں ہو پایا۔

"احراز اس سے کہو کہ چلی جائے یہاں سے۔" وہ دانت پر دانت جما کر بولا۔ احراز نے فوراً" اس کے سامنے ہاتھ جوڑ دیئے۔

"جا رہی ہوں میں۔" وہ گویا [illegible] عظیم کرنے تھی پھر ایک جلانے والی نظر اس پر ڈالی [illegible] یہ نہ سمجھے گا کہ آپ سے ڈر کے جا رہی ہوں۔

اس کے جانے کے بعد وہ دونوں ایک دوسرے [illegible] کیونکہ یہ رازی کی ڈانٹ سے بچنے کا واحد طریقہ تھا۔ احراز نے بابر کو جھاڑنا شروع کر دیا۔

"ممی صدقے واری جا رہے تھے۔ اپنے [illegible] بصورت ہاتھوں سے مزیدار سا پراٹھا بنا کر کھلا دیں۔ [illegible] جیسے امی پراٹھے کی آس میں زندہ ہو۔

"ابا۔" بابر چمک کر بولا۔ "اور وہ عنبر کی ہاں میں [illegible] کون ملا رہا تھا کہ اگر [illegible] مرغی ہوتے تو ہمیں پہلے [illegible] چلتا؟" اس کے اس قدر جذباتی انداز میں بولنے پر احراز کی ہنسی چھوٹ گئی۔ مگر رازی [illegible] دم سادھے [illegible]

"کون ہے یہ لڑکی؟" وہ غصے سے پوچھ رہا تھا۔ [illegible] انداز میں جواب بابر کی طرف سے [illegible]

"ہے کون...؟" وہ بمشکل ضبط کر رہا تھا۔

"سلمان..." احراز مسکین سے انداز میں بولا۔ بابر کی ہنسی بے ساختہ تھی۔ جبکہ رازی مسلسل اسے گھور رہا تھا۔

"بھائی! وہ سامنے والے [illegible] میں رہتی ہیں۔ اماں کی ان لوگوں سے کافی اچھی جان پہچان [illegible] سے ہماری فرینڈ شپ ہے' پچھلے دو سال سے۔" وہ [illegible] بتانے لگا۔ رازی کے انداز سے لگ رہا تھا کہ اب سنجیدگی سے اس کے سوال کا جواب نہ دیا تو وہ [illegible] پڑے گا لہٰذا احراز نے اسی میں عافیت جانی۔

"اماں کو تو شوق ہے ایسے فضول لوگوں سے جان پہچان بڑھانے کا۔" وہ چائے کپ میں انڈیلنے لگا۔ انداز اکتاہٹ آمیز تھا۔ بابر بہت محتاط انداز میں بولا۔

"ویسے بھائی اگر اماں کو آپ کے اس جملے کے متعلق کوئی بتا دے تو وہ اچھا خاصا مائنڈ کر سکتی ہیں۔" جواباً" وہ ابرو اچکا کر اسے گھورنے لگا۔

"نہیں کون بتائے گا؟" وہ سٹپٹا گیا۔ یہ تو [illegible] گلے پڑ رہی تھی۔

"یہ... احراز' یہ بتا سکتا ہے۔" اسے جلدی میں احراز ہی "سوجھا" تھا۔

"کیا...؟ میں ایسے ہی۔" احراز تڑپ ہی تو اٹھا تھا۔

"اچھا اب بس کرو۔ یہ فضولیات مجھے قطعاً" پسند نہیں۔" رازی نے سختی سے کہا تو وہ دونوں خاموشی سے ناشتا کرنے لگے۔

"اس قدر بدتمیز لڑکی میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔" تھوڑی دیر کے بعد وہ خود ہی بولا تو احراز نے معنی خیز انداز میں بابر کو دیکھا۔

"یعنی ابھی ریکارڈ قائم ہوا ہے۔" وہ شوخ [illegible] رازی نے فوراً" ڈانٹ دیا۔ وہ [illegible] کر رہ گیا۔ بابر کے [illegible] ہنسی چھوٹ گئی۔

"[illegible] وہ لڑکی مجھے نظر نہ آئے۔" اس نے تنبیہہ کرنے والے انداز میں کہا تو احراز کی زبان پھر سے کھجلانے لگی۔

"پھر تو بہت مشکل ہو جائے گی بھائی۔ وہ چوبیس میں سے سولہ گھنٹے ہمارے گھر اماں کے پاس گزارتی ہیں' اتنی دیر آپ کیا آنکھیں بند کر کے بیٹھے رہا کریں گے؟"

"وہاٹ...؟ وہ سارا دن یہیں بیٹھی رہتی ہے؟" وہ حیران ہوا۔

"بالکل... دراصل ان کی ماما کا انتقال ہو چکا ہے۔ وہ پاپا اور چچا کی فیملی کے ساتھ رہتی ہیں۔ اماں سے انہیں بہت پیار ہے اس لیے وہ زیادہ تر انہی کے پاس بیٹھی رہتی ہیں۔" [illegible] نے سنسر شدہ تفصیل بتائی۔ اس میں سے اپنی طویل گپ شپ' کرکٹ' چیس' پارٹیز اور ہلا گلا کٹ گیا کیونکہ اس کے جواب میں ڈانٹ اور جھاڑ

پڑنا لازمی تھی۔

"ہوں۔" وہ تفہیمی انداز میں بولا۔ البتہ چہرے کے ناگوار تاثرات صاف بتا رہے تھے کہ یہ باتیں اسے بالکل بھی نہیں بھائیں۔

* ------ * ------ *

"السلام علیکم۔" غیر متوقع آواز پر وہ چونک گیا اور چہرہ موڑ کر دیکھا۔ وہ مسکرا کر گیٹ تھوڑا سا کھولے اندر جھانک رہی تھی۔ وہ سفید شرٹ کی آستین کہنیوں تک فولڈ کیے، پینٹ کے پائنچے گھٹنوں تک موڑے دوبارہ گاڑی دھونے کے شغل میں مصروف ہو گیا۔ وہ پورچ میں پھیلے پانی سے بچتے بچاتے دروازے کے قریب ہی سیڑھیوں کی طرف آ گئی۔ وہ کوفت زدہ سا ہو کر رہ گیا۔

"اس دفعہ تو لاہور بالکل مری بنا ہوا ہے، بس اسنو فالنگ کی کمی ہے۔" وہ پہلی سیڑھی پر بیٹھتے ہوئے بے تکلفی سے کہنے لگی۔ وہ پیشانی پر ہلکی ہلکی شکنیں لیے گاڑی پر پائپ سے پانی ڈالنے میں مصروف تھا۔ اسے جواب دینے کی قطعاً ضرورت محسوس نہیں کی۔

"یہ گاڑی آپ کی اپنی ہے؟"

وہ یقیناً مسلسل بولنے کی عادت میں مبتلا تھی۔ وہ گہری سانس لے کر رہ گیا۔

"آپ اتنی سردی میں اسے دھو کیوں رہے ہیں؟"

وہ اتنی مستقل مزاجی کا ثبوت دے رہی تھی کہ وہ تنگ آ کر اپنی بد مزاجی کا ثبوت دے بیٹھا۔ بھنا کر اس کی طرف مڑا اور چڑ کر بولا۔

"اس لیے کہ میں پاگل ہوں۔"

اس کے اتنے سچے اعتراف پر اس کی آنکھیں ذرا پھیلیں۔ پھر وہ بڑے تاسف سے بولی۔

"چچ چچ۔ مجھے تو پہلے ہی دن شک ہوا تھا مگر میں نے سوچا شاید مجھے غلط محسوس ہو رہا ہے۔ آئی ایم ریئلی سوری۔"

اس کی اس ہمدردی پر رازی کا دماغ گھوم گیا۔ اس نے پائپ ایک طرف پھینکا اور دونوں ہاتھ پسلیوں پر جما کر اسے گھورنے لگا۔

"آپ کو کوئی کام ہے کیا؟" وہ بمشکل تحمل سے بولا۔ وہ دیکھ رہی تھی کہ وہ گھر میں اکیلا ہے پھر بھی اتنی بے خوف و خطر بیٹھی تھی اور یہ بات رازی کو بہت تپا رہی تھی۔

"نہیں۔۔۔" اس نے نفی میں سر بھی ہلایا۔

"تو پھر یہاں کیوں بیٹھی ہیں؟" وہ غصے سے بولا۔

"ارے واہ۔" وہ اس کی بات پر پہلے حیران ہوئی پھر ہنس دی۔

"ان سیڑھیوں پر بیٹھنے کے لیے کام کا ہونا ضروری ہے کیا؟" اس نے ہنستے ہوئے کہا۔ انداز مذاق اڑانے والا تھا۔ وہ تپ کر رہ گیا۔

"دیکھیے، میں مذاق کے موڈ میں قطعی نہیں ہوں۔ آپ براہ مہربانی اپنے گھر تشریف لے جائیں۔"

وہ گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹے بڑی دلچسپی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"اف اللہ۔ آپ کتنے مزے کی باتیں کرتے ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے اردو ادب کا کوئی کردار بول رہا ہو۔" وہ آنکھوں میں شرارتی سی چمک لیے اس کی شستہ زبان کی تعریف کرنے لگی۔ اس کے انداز پر وہ چپ سا رہ گیا۔

"دیکھیے۔" وہ بولنے لگا مگر وہ پہلے بول اٹھی۔

"ہاں جی۔۔۔ دیکھ رہی ہوں۔" اس نے سر سے پاؤں تک رازی کے سراپے پر نظر ڈال کر مستعدی سے کہا تو وہ گہری سانس لے کر غصہ ضبط کرتے ہوئے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ اس بدتمیز اور فضول ترین لڑکی کو اٹھا کر باہر روڈ پر پھینک دے۔

"دیکھیں میں لڑکیوں سے بے تکلف ہونا پسند نہیں کرتا۔" وہ ناگواری سے بولا تو اس نے کھٹ سے اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔

"ہونا بھی نہیں چاہیے۔ یہ کوئی اتنی اچھی بات نہیں۔ میں خود اس بات کی قائل ہوں۔"

"چہ خوب۔" وہ استہزائیہ انداز میں اسے دیکھتے ہوئے طنزاً بولا۔ "اور پچھلے آدھے گھنٹے سے آپ کیا

کر رہی ہیں؟"
وہ حیرت سے اسے دیکھتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔
پھر بڑی سادگی سے بولی۔
"آپ شاید سمجھے نہیں۔ میں لڑکیوں کی بات کر رہی ہوں۔" اب بات اس کے بس سے باہر تھی۔ وہ مٹھیاں بھینچ کر ایک قدم اس کی طرف بڑھا اور انگلی سے گیٹ کی طرف اشارہ کیا۔

"آپ بول کیوں نہیں رہے؟ کیا آواز ختم ہوگئی ہے؟" وہ بڑی معصومیت سے پوچھ رہی تھی۔ جواباً اس نے تمامتر اخلاقیات اور شرافت کو سائیڈ پر رکھا اور آگے بڑھ کر اسے بازو سے پکڑ کر تقریباً گھسیٹتے ہوئے گیٹ تک لایا۔ وہ مسلسل احتجاج کر رہی تھی۔

"آئندہ اماں کی موجودگی میں آئیے گا۔" رازی نے اس کی باتیں ان سنی کرتے ہوئے اس کے باہر نکلتے ہی رکھائی سے کہا اور گیٹ کھٹاک سے بند کر دیا۔

"دماغ خراب کر کے رکھ دیا ہے اس فضول لڑکی نے۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے گاڑی پر خشک کپڑا پھیرنے لگا۔ اس تکرار نے اس کا واقعی دماغ گھما دیا تھا۔ اب تو اسے شک ہونے لگا تھا کہ یہ لڑکی واقعی مینٹل کیس ہے۔ اس نے سر جھٹک کر گویا "اسے" جھٹکا۔

بابر اور احراز کے کالج سے لوٹنے پر اس نے گیٹ کھولا تو وہ بائیک سیدھا پورچ میں لے آیا۔ احراز نیچے اترا۔ بابر بائیک اسٹینڈ کر رہا تھا۔

"آپ نے کیا دھلائیاں شروع کر رکھی ہیں بگ برادر؟" احراز نے اسے تندہی سے وائپر لگا کر پورچ کا فرش خشک کرتے دیکھا تو شرارت سے بولا۔

"میں اپنے حصے کا کام کر رہا ہوں۔" وہ اطمینان سے بولا تو ان دونوں کے کانوں میں خطرے کی گھنٹیاں بج اٹھیں۔ انہوں نے بے ساختہ ایک دوسرے کا منہ دیکھا۔

"کیسے حصے کا۔ یعنی؟" احراز ہکلایا۔
"یعنی کہ تم دونوں کے حصے کا کام کچن میں ہے۔" وہ آرام سے بولا۔
"کیسے۔" بابر نے صدمے سے سر احراز کے کندھے پر ٹکا۔

"میں تو برگر اور پیپسی سے لنچ کر چکا ہوں۔" اسے گویا ان کی آہ و زاری سے کوئی شغف نہ تھا۔ بے نیازی سے شانے اچکا کر بولا۔ احراز تڑپ اٹھا بڑے بھائی کی بے حسی پر۔

"اور ہم۔۔۔؟ ہم جو قوم کے معمار ہیں، ہمارا کیا ہوگا؟؟ آج ہمیں اچھا کھلائیں گے تو ہماری نشوونما اچھی ہوگی، تبھی ہم تعمیر وطن میں حصہ لے سکیں گے۔"

اس کی فضول سی تقریر پر رازی کو ہنسی آگئی۔
"اچھا معمار قوم صاحبان۔۔۔ اندر جا کر پیپسی اور برگر سے اپنی نشوونما پوری کر لو۔۔۔ لیکن۔۔۔" وہ سنجیدگی سے بولا تو ان دونوں نے اندر بھاگنے کو پر تولے مگر اس کی "لیکن" نے لرزا دیا۔ انہوں نے مسکین سی شکلیں بنا کر اسے دیکھا۔
"بگ برادر پلیز۔۔۔"
"رات کا کھانا اچھے سے مینو کے ساتھ ملنا چاہیے مجھے۔" اس نے تنبیہہ کی تو وہ دونوں منہ لٹکا کر اندر چلے گئے۔ وہ سر جھٹک کر مسکرا دیا۔

وہ کمبل اچھی طرح اوڑھے سو رہا تھا جب عجیب سے شور سے اس کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے چہرہ کمبل میں سے نکالا۔ کھڑکیوں پر دبیز پردوں کی وجہ سے کمرہ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس نے کروٹ بدلی اور ہاتھ بڑھا کر ٹیبل لیمپ آن کر کے رسٹ واچ پر ٹائم دیکھا تو شام کے سات بج رہے تھے۔ اتنی سردی میں وہ کتنی دیر بغیر سوئیٹر پہنے پانی سے شغل کرتا رہا تھا تو اب بدن جیسے ٹوٹ رہا تھا۔ اس نے اٹھ کر سوئیٹر پہنا اور جوتے پہن کر کمرے سے نکل آیا۔ کچن کے دروازے پر پہنچ کر وہ ٹھٹک گیا۔ احراز چلایا تھا۔

"اف عنبر' یہ کیا کر رہی ہیں آپ؟ بھائی کو اتنی تیز مرچیں سوٹ نہیں کرتیں۔"
جواباً وہ بڑی شرارت سے بولی تھی۔
"تو پھر وہ ہر وقت کیا چبائے رہتے ہیں؟"
"کہاں کوئی نہیں' اتنے سویٹ سے تو ہیں

بھائی۔" بابر کو اختلاف ہوا۔ جواباً" اس نے مضحکہ اڑایا۔ بہت زور دے کر بولی۔

"تبھی۔۔۔ میں بھی کہوں ان کی زبان سے ہر وقت شیرہ کیوں ٹپکتا رہتا ہے۔"

اسی وقت احراز نے بڑی سی چیخ ماری تو وہ اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"بدتمیز۔۔۔ ڈھکن کیوں کھولا' میں نے چاول دم پر رکھے تھے۔" وہ ناراض ہوئی۔

"اب کوئی فائدہ نہیں۔۔۔ وہ بے چارے دم دے گئے ہیں۔" وہ دکھی لہجے میں بولا۔

"ہائے۔۔۔ کیا ہوا؟" وہ پریشان ہو کر دیگچے میں جھانکنے لگی۔ "اب دیکھو نا! میرا تو اس میں کوئی قصور نہیں' میں نے تو اتنے پیار سے دم پر رکھا تھا۔ مگر تھے تو کمینے چاول نا۔۔۔ ذرا سی ہمدردی پا کر بکھر گئے۔" وہ اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے بولی جبکہ وہ دونوں اس کے انداز پر ہنس رہے تھے۔

"اب یہ سوچو بگ برادر کو کیا کھلانا ہے؟" احراز کو فکر لگ گئی۔

"نو پرابلم۔" وہ فریش انداز میں بولی جیسے کوئی مسئلہ ہی نہ ہو۔ "رات کے کھانے میں تم اور ناشتے میں بابر کو پیش کر دیا جائے گا۔"

"بھائی آدم خور نہیں ہیں۔" بابر خفگی سے بولا۔

"تو پھر لگتے کیوں ہیں؟" وہ بڑی معصومیت سے بولی اور چاولوں کے نیچے جلتی دھیمی آنچ بند کر دی۔

"عنبر! آپ لڑائی والی باتیں مت کریں۔" وہ چڑ کر بولا تو وہ اسے مزید چڑانے کے لیے ہنسنے لگی۔ جواباً" وہ منہ پھلا کر واک آؤٹ کرنے لگا۔ لیکن ابھی دروازے تک واک ہی کی تھی کہ آؤٹ ہو گیا۔ دروازے میں رازی سینے پر بازو لپیٹے پیشانی پر بل ڈالے کھڑا تھا۔ اس کے انداز سے شدید ناگواری جھلک رہی تھی۔

"بھائی۔۔۔" بابر ہکلایا۔

"بھائی نہیں۔۔۔ آدم خور۔۔۔" وہ مسکراتے ہوئے بولی تو پہلی نظر رازی پر پڑی۔ اس کے لب سکڑ گئے۔ اس نے ہلکا سا کھنکھار کر احراز کی طرف دیکھا۔

"اس کی تو عادت ہے ذرا ذرا سی بات دل پر لینے کی۔ آپ کے کہنے سے بھائی آدم خور تھوڑی بن جائیں گے' اسے دفع کریں آپ میرے سامنے کر سکتی ہیں۔" احراز نے چونکہ رازی کو نہیں دیکھا تھا اس لیے بڑے شاہانہ انداز میں بولا۔

"رازی۔۔۔ بھائی۔۔۔" بابر نے منحنی آواز میں گویا احساس دلانا چاہا۔

"چپ رہو بھائی کے چم۔۔۔۔ چم۔۔۔۔" اس نے ہاتھ ہلا کر کہتے ہوئے منہ اس کی طرف کیا تو "چمچہ" منہ میں ہی رہ گیا۔ عنبر کو بہت زور سے ہنسی آئی۔

"بھائی کی محبت نے منہ میں شیرنی بھر دی ہے اس لیے ہونٹ چپک گئے ہیں۔" وہ گویا رازی کو تسلی دیتے ہوئے بولی تو وہ دونوں کو نظر انداز کر کے صرف اس سے مخاطب ہوا۔

"آپ اس وقت یہاں کیا کر رہی ہیں؟"

"کھڑی ہوں۔۔۔" وہ سادگی سے بولی۔

"کیوں؟" وہ شاید اسے شرمندہ کرنے پر تلا تھا مگر اس کا شاید موڈ نہیں تھا اس لیے بڑے اطمینان سے بولی۔

"کیونکہ بیٹھنے کے لیے یہاں اسٹول نہیں۔"

"میں نے آپ سے کہا تھا کہ آپ تبھی آئے گا جب اماں موجود ہوں۔ آپ پر اثر نہیں ہوا میری بات کا؟" وہ تلخی سے بولا۔

"ظاہر ہے تبھی تو یہاں موجود ہوں۔" وہ شانے اچکا کر بے نیازی سے بولی۔ بابر اور احراز تو اس کی قینچی کی طرح چلتی زبان کو دیکھ کر حواس کھو رہے تھے۔

"بہت ڈھیٹ واقع ہوئی ہیں آپ۔" اس نے تاسف سے کہا تو وہ تنک کر بولی۔

"تو آپ اتنے دکھی کیوں ہو رہے ہیں۔ خدا کے فضل سے بہت سے رشتے آ رہے ہیں میرے 'اس خوبی کی وجہ سے۔" دوسرا جملہ اتنے فخریہ انداز میں کہا کہ احراز اور بابر سے اپنی ہنسی روکنا مشکل ہو گیا۔

"آپ یہ فضول کی ڈرامے بازی چھوڑیں اور اپنے گھر جائیں۔" وہ غصے سے بولا اور پھر ان دونوں کی

طرف پلٹا وہ اس کی پشت پر ہونے کا فائدہ اٹھا کر بے آواز ہنسنے میں مشغول تھے۔

"اور تم دونوں میرے کمرے میں آؤ۔" وہ دونوں وہیں پتھر کے ہو گئے۔

اس کے جانے کے بعد عنبر نے اطمینان بھری سانس لی اور انہیں ہمدردی سے دیکھا۔

"یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے۔" بابر روہانسا ہو کر بولا۔

"آہا۔۔۔ ایک تو میں تمہاری منتوں پر کھانا پکانے کے لیے آئی ہوں اوپر سے تڑیاں بھی مجھے لگائی جا رہی ہیں۔" وہ چمک کر بولی۔

"اچھے بھلے تعلقات جا رہے تھے بگ برادر کے ساتھ مگر آپ' مجال ہے، جو اس "کترنی" پر قابو پائیں۔" احراز نے سلگ کر سیدھا اس کی زبان پر اٹیک کیا تو وہ تلملا اٹھی۔

"خدا کرے مرغا بنائیں وہ تم دونوں کو یا پھر ٹانگیں اوپر اور سر نیچے کروا کر دو گھنٹے کھڑا رکھیں۔"

"وہ بھائی ہیں مداری یا جادوگر نہیں۔" بابر اکتا کر بولا۔ تو اس نے منہ بنا لیا۔

"یار میرے خیال میں مزید دیر ہمارے حق میں نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔ اس لیے چلنا چاہیے۔" احراز آئندہ پیش آنے والی ممکنہ صورتحال سے آگاہ کرتے ہوئے بولا۔

"میں جا رہی ہوں۔۔۔ ہنہ۔۔۔ احسان فراموش۔" وہ منہ پھلائے پیر پٹختی باہر نکل گئی تو احراز نے حسرت سے اسے دیکھا۔

"کاش میں بھی ایسے ہی جا سکتا تم پر لعنت بھیج کر۔ اور تم اکیلے بگ برادر کو فیس کرتے۔"

اس کی اس بدتہذیبانہ اور بدتمیزانہ حسرت پر بابر نے اسے ایک شاندار گھونسے سے نوازا اور پھر اسے تقریباً گھسیٹ کر رازی کے بیڈ روم تک لایا۔ وہاں پہنچ کر دونوں نے ہاتھ ملا کر دوستی کی آخری دم تک ایک دوسرے کا ساتھ نبھانے کی قسم کھائی اور اندر داخل ہو گئے۔ وہ بستر پر نیم دراز تھا۔ انہیں دیکھ کر اٹھ بیٹھا۔

اس کے سرد اور سنجیدہ سے تاثرات انہیں حقیقتاً ڈرا رہے تھے۔

"میں نے تم لوگوں سے کہا تھا کہ آئندہ وہ لڑکی اس گھر میں نہ آئے۔" وہ سخت لہجے میں بولا۔

"وہ بھائی کھانا۔" بابر نے منمنانے کی کوشش کی تو احراز نے گڑبڑا کر زور سے اس کے پیر پر اپنا پیر رکھ کر دبایا۔ اس نے گھور کر دونوں کو دیکھا۔

"وہ کھانا کھانے آئی تھیں۔" احراز نے پردہ ڈالنے کی پوری کوشش کی۔ اور وہ مان بھی لیتا اگر اپنی نظروں سے وہ سب نہ دیکھ چکا ہوتا تو۔

"شٹ اپ۔" وہ سختی سے بولا۔ "نہ تم دونوں بچے ہو اور نہ وہ اگر اماں کی موجودگی میں آئے تو اور بات ہے لیکن اس طرح صرف ہماری موجودگی میں اس کا منہ اٹھا کر چلے آنا اور بدتمیزی کرنا مجھے بالکل پسند نہیں ہے۔"

"بھائی وہ ہماری دوست ہیں۔" بابر نے احتجاج کیا۔

"تو میں نے کب کہا کہ یہ بری بات ہے۔ لیکن یوں اماں کی غیر موجودگی میں اس کا یہاں آنا بھی تو مناسب نہیں۔ وہ بھی اس صورت میں کہ محلے والوں کو بھی علم ہے کہ یہاں صرف لڑکے ہی رہتے ہیں' ایک لڑکی کا یہاں آنا غلط ہے۔" وہ بہت محتاط الفاظ میں انہیں سمجھا رہا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ان دونوں کو ہرٹ کرے یا کوئی ایسی بات کر دے جس سے وہ دوستی جیسے سچے جذبے پر بھی شرمسار ہو جائیں۔

"بھائی! انہیں عادت پڑ چکی ہے ہمارے گھر آنے کی۔ اور اب وہ کیا کریں اماں تو جانے کب آئیں گی۔" احراز نے اکتاہٹ آمیز لہجے میں کہتے ہوئے دادی اماں کو یاد کیا جن کے بغیر مزا نہیں آ رہا تھا۔

"پرسوں آ رہی ہیں اماں۔" رازی کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"سچ بگ برادر۔۔۔؟" بابر کو زیادہ خوشی ہوئی کیونکہ کچن اسی کے کندھوں پر چل رہا تھا اور وہ واقعی نصف بدتر بننے کے قریب تھا۔

"اسی خوشی میں کھانا کھایا جائے؟" احراز نے خوشی سے پوچھا تو رازی نے نہ چاہتے ہوئے بھی سر ہلا دیا۔

"ایمانداری سے بتاؤں بگ برادر.... یہ بریانی اور مٹن قورمہ عنبر نے بنایا ہے۔ ہم نے سوچا آپ اتنے عرصے بعد آئے ہیں کم از کم ایک بار تو آپ کو اچھا کھانا کھلا دیں۔" بابر نے سچے لہجے میں کہا۔ یوں بھی جیسا کھانا وہ پکا کر گئی تھی اس کی ذمہ داری لینا بہت دل گردے کا کام تھا سو اس نے پہلے ہی اپنی گردن بچا لی۔ رازی نے ستائش سے اسے دیکھا۔

"پہلی اور آخری بار ہے۔ اس کے بعد جیسا تم پکاؤ گے ٹھیک ہوگا۔" رازی نے اسے تنبیہہ کرتے ہوئے کہا تو وہ منہ لٹکا کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔ وہ احراز کو لیے ٹیبل پر آ گیا۔

بریانی کے چاول تھوڑے نرم پڑ گئے تھے اور قورمے میں صرف مرچیں تیز تھیں ٹیسٹ اچھا تھا۔ وہ دونوں تو مزے سے کھا رہے تھے مگر رازی کو دو تین چمچ کھانے کے بعد پانی کا گھونٹ بھرنا پڑ رہا تھا۔ وہ دونوں اس کی حالت پر زیر لب مسکرا رہے تھے۔ مگر فی الحال وہ انہیں نظر انداز کیے ہوئے تھا۔

پھر دوسرا دن سکون سے گزرا۔ وہ جانے کیوں نہیں آئی مگر اماں کے آتے ہی وہ بوتل کے جن کی طرح پھر سے نمودار ہو گئی۔ رازی نے بیزار کن انداز میں اخبار جھٹک کر منہ کے آگے پھیلا لیا۔ وہ اس کی طرف دیکھے بغیر اماں سے لپٹ گئی۔ اس کے شکوے ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔

"آپ نہیں جانتیں آپ کے جاتے ہی خفیہ ہاتھ میرے اقتدار کو ڈانواں ڈول کرنے کے چکر میں پڑ گئے تھے مگر نے بھی انہیں دن میں تارے دکھا دیئے۔" وہ چمک کر بولی۔ بابر اور احراز کی بے ساختہ ہنسی چھوٹ گئی۔ رازی نے اخبار نیچے کر کے اسے ذرا گھور کر دیکھا۔

"کیا مطلب۔؟" اماں ہونق ہو کر اسے دیکھنے لگیں۔ تو اس نے ٹال دیا۔

"خیر چھوڑیں۔ مگر آپ آئندہ کبھی اتنے دنوں کے لیے نہیں جائیں گی۔" وہ بڑے لاڈ سے بولی۔

"اچھا بابا نہیں جاؤں گی۔ اب بیٹھنے تو دو۔" انہوں نے جان چھڑائی۔ آدھے گھنٹے سے وہ انہیں کھڑا کیے لپٹی ہوئی تھی۔

"تو بیٹھیں ناں۔" اس نے انہیں کرسی پر بٹھایا۔ اور خود احراز اور بابر کے ساتھ والی کرسی پر عین رازی کے سامنے بیٹھ گئی۔ اماں اس سے گھر والوں کی خیر خیریت پوچھنے لگیں۔

"سب بالکل ٹھیک ہیں۔" وہ اطمینان سے بولی اور مالٹا اٹھا کر چھیلنے لگی۔ احراز اور بابر بھی اسی شغل میں مصروف تھے۔

"اماں آپ کو دوں چھیل کر؟" اس نے اماں سے پوچھا تو وہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"تم لوگ کھاؤ۔ میں اب ذرا آرام کروں گی۔" وہ اس کا سر تھپک کر اندر چلی گئیں۔

"آج تو موسم بہت خوشگوار ہے۔" اس نے اماں کے جاتے ہی موسم کو آڑ بنا کر رازی پر جملہ پھینکا تو بابر نے بوکھلا کر اس کے آگے ہاتھ جوڑے مگر ادھر کہاں احساس تھا۔

"پرسوں تک تو گرج چمک ہو رہی تھی۔ بابر اس دن اولے تو نہیں پڑے تھے۔" وہ بابر کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے شرارت سے اس روز کے واقعے کا ذکر کرتے ہوئے بولی۔ رازی تلملا اٹھا۔ یہ لڑکی اسے مجبور کرتی تھی کہ وہ شائستگی کا لبادہ اتار دے۔

"کچھ بھی نہیں پڑا تھا۔" احراز کو زیادہ دلچسپی مالٹوں سے تھی اس لیے لاپروائی سے بولا۔ تو وہ منہ بنا کر مالٹے کی پھانک منہ میں رکھنے لگی۔ پھر بھی چین نہیں آیا تو رازی سے مخاطب ہوئی۔

"کیا اخبار میں بہت مزے کی نیوز ہیں؟"

وہ سمجھ گیا کہ اسی سے مخاطب ہے مگر وہ ان سنی کر گیا۔ ویسے بھی اس کی قینچی کی طرح چلتی زبان اس کا دماغ کھولا دیتی تھی۔ اس لیے اس نے نظر انداز کرنا ہی بہتر سمجھا تھا۔

"میں آپ سے کہہ رہی ہوں۔۔۔ دیکھیں اب تو لالہ آگئی ہیں اب مجھ سے بات کرنے میں کیسی شرم؟" اس نے بڑے مزے سے کہا تو وہ دونوں ہنس دیے جبکہ وہ اس کی فضول بات پر کڑھتے ہوئے صفحہ پلٹنے لگا۔

"چچ۔۔۔ یہ کیا بات ہوئی۔ اتنی شرم بھی کس کام کی۔" اس کی بڑبڑاہٹ وہ بخوبی سن چکا تھا۔ اس نے جلا کر اخبار میز پر پٹخ دیا اور اٹھ کر اندر کی طرف بڑھ گیا۔ احراز اس کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہنس دیا۔

"کمال ہے۔۔۔ آپ تو ذرا بھی خیال نہیں کرتیں۔ اگر کبھی بگ برادر کا ہاتھ پڑ گیا تو یاد کریں گی۔" بابر نے اس کی تعریف کرتے ہوئے ساتھ ہی اسے ڈرایا۔ تو وہ ہاتھ ہلا کر جیسے مکھی اڑانے لگی۔ بابر تاسف سے سر ہلانے لگا۔

"مجھے لگتا ہے آپ کا برا وقت آگیا ہے۔"

"بکو مت۔۔۔" وہ لاپروائی سے بولی اور دوسرا مالٹا اٹھالیا۔ "آج موسم اچھا ہے' بائیسکل لے کر باہر چلیں۔" اسے نئی ہی سوجھتی تھی۔

"جی ہاں۔۔۔ بائیک لے کر باہر گئے تو پھر بھائی اندر نہیں آنے دیں گے۔" احراز طنزاً بولا۔

"سو بورنگ یار۔ پھر کیا کیا جائے؟" اس نے مالٹے کے تین حصے کر کے ایک ایک انہیں پکڑایا اور اپنے حصے کی پھانکیں کرتے ہوئے اکتاہٹ آمیز لہجے میں پوچھنے لگی۔

"پھر یہ کیا جائے کہ کیرم کھیلا جائے۔" احراز گیمز کا شوقین تھا۔

"چلو۔" وہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی ساتھ ہی منہ بناتے بابر کو ایک جھانپڑ بھی رسید کیا۔

☼ ــــــ ☼ ــــــ ☼

وہ گاڑی بند کر کے نیچے اترا ہی تھا کہ اماں پورچ تک چلی آئیں۔

"السلام علیکم اماں۔" وہ تھکے ہوئے لہجے میں بولا۔

"وعلیکم السلام۔ اچھے موقع پر آئے تم ذرا بھاگ کر بچی کو نجمہ کے ہاں چھوڑ دو۔" وہ جواب دے کر روانی سے بولی تو وہ حیرت سے انہیں دیکھنے لگا۔

"کون سی بچی کو بھاگ کو چھوڑ آؤں؟"

"اپنی عنبر کو۔" وہ یوں بولیں جیسے اس سے مشہور بندہ ہی دنیا میں کوئی نہ ہو۔ اس نے بمشکل ناگوار تاثرات کو دبایا۔ بہت برے موقع پر آیا ہوں۔ اس نے دل میں سوچا۔

"اماں! میں اتنا تھکا ہوا ہوں۔ میرے سر میں درد ہو رہا ہے۔" اس نے رکھائی سے کہا اور اندر بڑھنے لگا مگر اتنی دیر میں وہ باہر نکل آئی تھی۔ وہ چکرا گیا۔ بلیک جینز پر بلیو ٹی شرٹ اور جیکٹ پہنے بالوں کو بلیو اسکارف میں لپیٹے وہ کہیں سے لڑکی نہیں لگ رہی تھی۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرائی مگر اس نے کوئی خاص رسپانس نہیں دیا۔

"چلو کوئی بات نہیں' یہ گاڑی ہے تمہارے پاس دو منٹ لگیں گے۔" اماں پچکار کر بولیں۔ تو وہ حیرت کے غلبے سے نکلا۔

"یہ۔۔۔ یہ بچی ایسے حلیے میں جائے گی؟" وہ طنزیہ لہجے میں بولا۔ "بچی" پر زور دیا۔

"چل اب نخرے مت کر۔" اماں کو تو اس بچی کے آگے کوئی نظر ہی نہیں آتا تھا۔

"میں نخرے کر رہا ہوں؟" وہ غصے سے بولا۔ "اور اس کا حلیہ نہیں دیکھ رہیں آپ؟"

"کیوں کیا ہوا ہے میرے حلیے کو؟" وہ بھی بحث میں کود پڑی تھی۔ رازی نے گھور کر اسے دیکھا۔

"تم کبھی نہیں سدھر سکتیں۔"

"آپ کوشش تو کر کے دیکھیں۔" وہ دھیرے سے بڑبڑائی تو وہ تلملا اٹھا۔

"اماں پلیز۔۔۔ اسے احراز یا بابر کے ساتھ بھیج دیں۔" وہ بمشکل غصہ ضبط کرتے ہوئے ان سے مخاطب ہوا۔ حالانکہ جانتا تھا کہ وہ اس وقت کالج میں ہوں گے۔

"اور میری زبان کا' پاس نہیں۔ میں نے کتنے دن سے اسے کہا تھا کہ ابھی رازی آئے گا تو تمہیں

چھوڑ آئے گا۔ مگر یہاں کسی کو پروا ہی نہیں۔" اماں بلیک میلنگ پر اتر آئی تھیں۔ وہ بوکھلا گیا۔

"لیکن مجھے کیا پتہ انہیں کہاں جانا ہے۔" وہ اسے دیکھ کر ناگواری سے بولا۔

"ویسے راستہ تو میں آپ کو بتادوں گی مگر آپ اماں کا کہنا نہیں ماننا چاہتے تو آپ کی مرضی۔" وہ جلتی پر تیل ڈالتے ہوئے بظاہر بڑے عام سے لہجے میں بولی تھی۔

"چلو گاڑی میں بیٹھو۔" اماں کے سنجیدہ سے تاثرات دیکھ کر وہ بمشکل خود کو رضامند کرپایا۔

"دیکھیے آپ کا دل نہیں چاہ رہا تو آپ انکار کرسکتے ہیں۔" وہ مدبرانہ انداز میں بولی۔

"شٹ اپ۔ اور جاؤ گاڑی میں مرو۔" وہ دانت پیس کر بولا تو اماں بس تڑپ ہی اٹھیں اور وہ بھی پوری اداکارہ تھی۔ فوراً" اس نے ان کے شانے پر سر رکھ دیا اور بڑے درد سے بتایا۔

"دیکھا اماں کیسا سلوک کرتے ہیں میرے ساتھ؟"

"دیکھ بچے۔ آرام اور پیار سے لے کر جانا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ میں خود رکشے میں اسے چھوڑ آؤں گی۔ زیادہ سے زیادہ لوگ یہی کہیں گے ناں کہ تین جوان پوتوں کے ہوتے ہوئے بڑھیا یوں رل رہی ہے۔" اماں تو اس وقت پوری ملکہ جذبات بنی ہوئی تھیں۔ اف۔۔۔ پیار سے۔ اس نے کھا جانے والے انداز میں عنبر کو گھورا۔

"اب بھی اگر یہ گاڑی میں نہیں بیٹھی تو پھر اسے پیدل ہی جانا پڑے گا۔"

اماں نے دیکھا کہ اب مزید باتوں سے کام بگڑ سکتا ہے تو شانوں پر جھولتی عنبر کو اشارہ کیا۔ وہ مسکراتی ہوئی گاڑی کی طرف بڑھی۔

رازی نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر اس کے لیے پچھلا دروازہ کھولا تو وہ جو اگلے دروازے پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی اور اماں کو متوجہ کیا۔

"یوں تو لوگ سمجھیں گے کہ یہ ڈرائیور ہیں۔"

رازی سمجھ گیا کہ وہ جان بوجھ کر اس کی برداشت آزما رہی ہے اس لیے آرام سے بولا۔

"اچھا ہے کہ لوگ سمجھیں میں تمہارا ڈرائیور ہوں۔ آئی ڈونٹ لائک دس کہ سب تمہیں میرا رشتہ دار سمجھیں۔" وہ صاف اس کے ڈریس پر تنقید کررہا تھا۔

"رازی بیٹا آرام سے۔ بہن کو تنگ مت کرو۔" اماں غصہ میں بولیں۔ اب وہ بیچاری تو بحث ٹالنے کو بولی تھیں جبکہ وہ بھڑک اٹھا۔

"خبردار جو آپ نے اسے میری بہن کہا تو۔ ہنہ۔ یہ میری بہن ہوتی تو منہ توڑ کر رکھ دیتا پہلی دفعہ ہی زبان درازی کرنے پر۔"

"اسی لیے تو خدا نے مجھے آپ کی بہن نہیں بنایا۔" وہ شکر کرتے ہوئے بولی اور پھر پچھلے دروازے کو غنیمت جان کر کھلا ہے اندر بیٹھ گئی۔ جبکہ اماں ان کی لڑائی سے اکتا کر اندر چلی گئیں۔

وہ چہرے پر ناگوار تاثرات لیے ناک کی سیدھ میں دیکھتا اسٹیئرنگ گھما رہا تھا۔ اس نے بڑے انداز سے رازی کا کاندھا تھپتھپایا۔

"پہلے پوچھیں تو سہی جانا کہاں ہے۔"

"جہنم میں۔" وہ غصے سے بولا مگر وہ متاثر نہیں ہوئی۔

"مجھے دو اسٹاپ پہلے آنٹی نجمہ کے ہاں چھوڑ دیجیے گا۔" وہ اس قدر پرسکون انداز میں بولی کہ وہ دانت پیس کر رہ گیا۔

"بس یہاں سے لیفٹ پر لے لیجیے۔" وہ اچانک چیخی تو اس نے بوکھلا کر اسٹیئرنگ وہیل گھما دیا۔

"یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔" وہ تلخی سے بولا۔

"اچھا بھلا تو طریقہ ہے آپ نے کتنی مہارت سے لیفٹ پر لیا گاڑی کو۔" وہ بے پروائی سے بولی۔

"بس یہیں یہ گرین گیٹ جہاں وہ لڑکا کھڑا ہے۔" اس نے تقریباً" آدھ میل کے فاصلے سے ہی ڈائریکشن دینی شروع کردیں۔

"ہیلو۔ شیری۔" اس نے گاڑی رکتے ہی اس

لڑکے کو آواز دی۔

"اوہ عنبر۔" وہ لڑکا بھی اسے دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ وہ نیچے اتری تو وہ گاڑی ریورس کرنے لگا پھر کچھ خیال آیا تو رکا۔ وہ اس سے پوچھنے لگا تھا کہ واپس کیسے آؤ گی کیونکہ اماں کا ڈر بہرحال اپنی جگہ تھا مگر ان کی گفتگو کانوں میں پڑی تو وہ سوچ میں پڑ گیا۔ لڑکے کی ماں گھر میں نہیں تھی بلکہ کوئی بھی گھر میں نہیں تھا اور وہ عنبر کو مشورہ دے رہا تھا کہ اندر بیٹھ کر ان کا انتظار کر لیتے ہیں۔

"اوہ شیور۔ بلکہ یوں کرتے ہیں مووی دیکھتے ہیں بیٹھ کر۔" وہ جوش سے بولی تو وہ جبڑے بھینچ کر رہ گیا۔

"ایکسکیوز می۔" اس نے بے تکان بولتی عنبر کو پکارا تو وہ کھڑکی میں جھک گئی۔

"اسٹوپڈ۔" وہ اس کی اس حرکت پر ناگواری سے زیر لب بڑبڑایا۔ "ابھی اگر تمہاری آنٹی گھر میں نہیں تو پلیز ذرا میرے ساتھ مارکیٹ تک چلو' مجھے اماں کے لیے کچھ خریدنا ہے۔" وہ بہت نرمی سے بولا تو وہ جیسے حیرت سے مرنے کے قریب ہو گئی۔

"میں۔۔۔؟ آپ کے ساتھ۔۔۔؟" وہ بے یقینی سے بولی تو اس نے غصہ ضبط کرتے ہوئے فرنٹ ڈور کھول دیا۔

"اچھا شیری' میں بس تھوڑی دیر میں آتی ہوں' تم مووی سلیکٹ کر کے رکھنا۔" وہ بعجلت اس لڑکے سے مخاطب ہوئی مبادا وہ اپنی آفر واپس نہ لے لے۔ وہ شانے اچکا کر رہ گیا۔ وہ فرنٹ سیٹ پر آ بیٹھی۔

رازی گاڑی کو مین روڈ پر لے آیا۔ تو وہ اشتیاق سے پوچھنے لگی۔

"کیا خریدنا ہے آپ کو اماں کے لیے؟"

"اماں کے لیے نہیں تمہارے لیے خریدنا ہے۔" وہ چڑ کر بولا تو اس نے حیرت سے آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھا۔

"میرے لیے۔۔۔؟ کیا۔۔۔؟"

"اگر مل سکی تو تھوڑی سی عقل۔" وہ تلخی سے بولا تو اس کا سارا اشتیاق خاک میں مل گیا۔ وہ بہت جل کر بولی۔

"اچھا آپ تو ہیں ناں عقلمند۔"

"تمہیں بس زبان ہی چلانی آتی ہے۔ اتنی رفتار سے اگر دماغ بھی چلاؤ تو بہتر ہے تمہارے لیے۔" وہ برہمی سے بولا۔

"خیر۔ اب اتنا بھی دماغ نہیں چلا ہوا میرا۔" وہ مضحکہ خیزی سے بولی۔

"تمہارا دماغ ہی تو چل گیا ہے۔" اس نے سنجیدگی سے کہا اسے افسوس ہو رہا تھا کہ زبان چلانے میں اتنی ماہر تھی کہ کسی کو اپنے سامنے ٹکنے نہیں دیتی تھی مگر عقل کے معاملے میں ذرا گڑبڑ تھی۔

"کیوں۔۔۔ میں نے ایسا کیا کیا ہے؟" وہ ناراضگی سے بولی۔

"تمہاری آنٹی گھر میں نہیں تھیں' پھر بھی تم اندر جا رہی تھیں۔ وہ بھی اس صورت میں کہ وہ لڑکا گھر میں اکیلا تھا۔" وہ چبا چبا کر بولا۔

"تو کیا ہوا؟ شیری سے بھی میری بڑی دوستی ہے۔ ہم فلم دیکھ کر ٹائم پاس کرتے اتنی دیر میں آنٹی آ جاتیں۔" وہ مزے سے اسے بتانے لگی۔

"تمہیں ذرا بھی احساس نہیں کہ میں کیا سمجھانا چاہ رہا ہوں۔" وہ چڑ گیا۔

"میں کوئی بے وقوف نہیں جو آپ مجھے سمجھائیں اور نہ ہی میری آپ سے فرینڈ شپ ہے۔ پتا ہے دنیا میں میرا ایک ہی دشمن ہے اور وہ آپ ہیں۔" وہ بڑی خفگی سے بولی تو وہ گہری سانس لے کر رہ گیا۔ پھر اس نے صاف صاف بات کرنے کا فیصلہ کر لیا اس نے گاڑی گھر جانے والے راستے پر ڈال دی تھی۔

"میں تمہیں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔" وہ بڑی روانی سے بات کرتے کرتے جھجک گیا۔ "یعنی جیسے کہ وہ لڑکا گھر میں اکیلا تھا تو تمہیں وہاں نہیں جانا چاہیے تھا۔ ایک تو ہمارا مذہب بھی اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ لڑکا اور لڑکی تنہائی میں ملیں' دوسرے یہ کہ ہم کسی کی نیت کے بارے میں کچھ کہہ نہیں سکتے۔ یہ ٹھیک ہے کہ تمہاری اس سے دوستی ہے لیکن گھر والوں

کے ساتھ اکٹھے کھیلنا' باتیں کرنا اور بات ہے مگریوں اکیلے بیٹھ کر فلمیں دیکھنا یہ غلط ہے۔" وہ اکھڑ لہجے میں کہہ رہا تھا۔ اس کی برین واشنگ تو کیا ہوتی وہ نہایت بے یقینی سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کیا۔۔۔ یعنی۔۔۔ آپ کا مطلب ہے کہ۔۔۔" اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ اپنے غصے کا اظہار کس طرح کرے وہ ایکدم بھڑک اٹھی۔

"آپ کو شرم نہیں آتی ایسی باتیں کرتے ہوئے۔ آپ کا اپنا دماغ خراب ہے اس لیے سب آپ کو ایسے لگتے ہیں۔ آپ کو تو خود تمیز و تہذیب کے چودہ ٹیکے لگنے چاہئیں۔ آپ دوستی جیسے محترم رشتے کو بھی شک کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ساری بات کردار کی ہوتی ہے مسٹر رازی فاروقی اور ہاں واقعی آپ کی بات ٹھیک ہے ہمیں کسی کی نیت کا کیا پتا۔ گاڑی روکیے۔" وہ زور زور سے چلانے لگی تو اس نے گھبرا کر گاڑی روک دی وہ نیچے اتری اور کھٹاک سے دروازہ بند کر کے کھڑکی میں جھکی۔

"آپ انتہائی فضول اور گھٹیا سوچ رکھنے والے نیو مائنڈڈ شخص ہیں آپ کو بالکل بھی تمیز نہیں کہ لڑکیوں سے کس طرح بات کی جاتی ہے۔"

وہ اور بھی پتا نہیں کیا کیا اول فول بکے جا رہی تھی' اس نے شعلہ بار نگاہوں سے اسے گھورتے ہوئے گاڑی اسٹارٹ کی اور اپنے گیٹ کے سامنے لا کر ہارن بجایا۔ اس کا دماغ اس بری طرح کھول رہا تھا کہ کوئی حساب نہیں۔ یہ لڑکی واقعی کسی کو بھی خودکشی پر مجبور کر سکتی تھی۔

احراز نے گیٹ وا کیا تو وہ گاڑی پورچ میں لے گیا۔

"خیر تو ہے بگ برادر؟" اس نے اس کا اشتعال سے سرخ ہوتا چہرہ دیکھ کر دبے دبے لہجے میں پوچھا تو وہ اسے نظر انداز کرتا اندر بڑھ گیا۔ احراز کے لبوں پر مسکراہٹ ٹھہر گئی وہ باہر کی طرف بھاگا۔

"کیا ہوا۔۔۔ پھر کسی لڑکی کے بھائی کو تو پیچھے نہیں لگوا لیا؟" بابر ٹہلتے ہوئے جھلا کر بولا اس نے [illegible] اس کے اوپر لگائی تھی۔

"بڑے بھائی آگئے ہیں۔" وہ جوش بھرے انداز میں بولا تو وہ بھی اچھل پڑا۔

"کیا صورت حال ہے؟"

"وہی۔۔۔" اس نے گہری سانس لے کر اس کا جوش کم کر دیا۔ "جو کسی بھی لڑکے کی عنبر سے ملاقات کے بعد ہو سکتی ہے۔"

"یعنی۔ انہوں نے بگ برادر کو بھی انکار کر دیا۔" بابر منہ لٹکا کر بیٹھ گیا۔

"تو بھائی کون سا ان پر ڈورے ڈال رہے تھے یا انہیں پرپوز کر رہے تھے جو انہوں نے انکار کیا۔" وہ چڑ کر بولا۔

"تو یار اب کیا کریں؟" بابر پریشانی کے عالم میں بولا ویسے بھی یہ اسی کو اچانک خیال آیا تھا کہ عنبر جس سے ان کی بہترین فرینڈشپ تھی کیوں نہ اسے بھابی بنا کر ہمیشہ کے لیے گھر میں لے آئیں اور احراز نے اس نیک خیال پر اس کا منہ چوم لیا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ اماں سے بات کرنی چاہئے۔" احراز پر سوچ انداز میں بولا تو بابر نے فوراً اختلاف کیا۔

"نہیں اس طرح نہیں پہلے ان کے مابین انڈر اسٹینڈنگ ہونی چاہئے' تم نے دیکھا نہیں کیسے تیتر اور بٹیر کی طرح لڑتے ہیں پر اور دیں ہوتیں تو اب تک جھڑ چکی ہوتیں دونوں کی۔ اب اگر بڑوں نے رشتہ طے کر دیا تو مر تو نبھائیں گے۔ اس سے بہتر ہے کہ پہلے ایک دوسرے کی عادات اچھی طرح جان لیں پھر بات آگے بڑھے۔" بابر دور کی کوڑی لایا تھا۔ احراز فرط مسرت سے پھر اسے چومنے کو آگے بڑھا تو وہ بدکا۔

"تیری تو عادت ہی بنتی جا رہی ہے۔ پچھلی مرتبہ بھی سات دفعہ منہ دھویا تھا میں نے۔" اس کی بات پر وہ کھسیا کر رہ گیا۔

"اچھا اب یہ تو سنو کہ کرنا کیا ہے؟" بابر آگے کھسکا اور احراز کو کچھ بتانے لگا۔ اس کی آنکھیں بھی چمک اٹھیں مگر وہ تذبذب سے بولا۔

"یار بھائی ٹیمپر لوز کر گئے تو بات بگڑ بھی سکتی ہے۔"

"کم آن عنبر کس لیے ہیں اور یوں بھی انہیں بہت شوق ہے اسی بہانے ان کی مہارت بھی دیکھ لی جائے۔" بابر نے گویا تصور میں مزہ لیا۔

"سوچ لے اچھی طرح۔" اس نے ایک دفعہ پھر گویا موقع دیا تو بابر چڑ گیا۔

"کل عنبر سے پوچھ لیں گے اگر وہ مان گئیں تو پھر کوئی عذر نہیں ہو گا۔" جواباً احراز نے شانے اچکا دیئے اسے تو پلان میں گڑبڑ ہی نظر آ رہی تھی مگر وہ جانتا تھا کہ مزید بات کرنے سے بات بگڑ بھی سکتی ہے اس لیے خاموش ہو رہا۔

بابر کا پلان تو کیا کامیاب ہوتا اس دن کے بعد وہ ادھر کا رستہ ہی بھول گیا۔ اماں کو تو ہول اٹھ رہے تھے۔ بابر اور احراز الگ پریشان تھے ایک ہفتہ ہو گیا تھا۔

"کمال ہو گیا کہاں وہ میرے بغیر ایک پل نہیں رہتی تھی اور کہاں یہ کہ لاکھ منتیں کیں مگر ساتھ نہیں آئی۔" اماں گویا صدمے کی گرفت میں تھیں۔

"میں نے خود اتنا کہا مگر نہیں آئیں کہتی ہیں تم لوگ یہاں آجایا کرو۔" احراز نے دزدیدہ نظروں سے رازی کو دیکھا جو آرام سے چائے کے سپ لے رہا تھا۔

"مجھے بھی یہی کہا انہوں نے۔" بابر منہ بسور کر بولا۔

"اب اگر وہ ہم تینوں سے خفا نہیں تو کس سے خفگی کی بناء پر وہ یہاں نہیں آ رہیں؟" احراز نے گویا اہم نکتہ اٹھایا در حقیقت وہ رازی کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔

"پتا نہیں کیا ہو گیا معصوم سی بچی کو؟" اماں اٹھ کھڑی ہوئیں "میں جا رہی ہوں اسے ملنے ویسے بھی شام کو تمہاری سالگرہ بھی ہے اب تو وہ نہیں رہ سکے گی ساتھ ہی اس کی چچی کو بھی دعوت دے دوں گی۔" انہوں نے بابر اور احراز کی طرف دیکھا۔

"اور ہمارا پوچھے تو کہہ دیجئے گا کہ سخت ناراض ہیں۔" احراز نے منہ بنا کر کہا۔

"کیا مسئلہ ہے بھئی؟ نہیں آ رہی تو شکر کرو جان چھوٹی 'ایمان' سے تو ہمارا دماغ چاٹ جاتی تھی۔ سوال پہ سوال یوں داغے جاتی تھی جیسے کلاشنکوف میں گولیاں برآمد ہو رہی ہوں۔ بات کرنے کی تمیز تو تھی نہیں اسے، بس کسی نے اصل چہرہ دکھا دیا ہو گا اس لیے کسی کو دکھا نہیں رہی ہو گی۔" رازی کے تلخی بھرے سرد لہجے پر بابر نے معنی خیزی سے احراز کی طرف دیکھا تو وہ بھی تفہیمی انداز میں سر ہلا کر رہ گیا جب کہ اماں کو اس کی تمام باتیں بے حد ناگوار گزریں جبھی اسے بری طرح جھڑک دیا۔

"یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا؟ اتنی اچھی بچی ہے وہ اتنی پیاری اتنی معصوم سی پتا نہیں کیوں اس کے پیچھے پڑ گئے ہو۔ تمہیں کیا معلوم میرا کتنا خیال رکھتی تھی وہ۔ میں بیمار ہوتی تھی تو ساری رات میرے پاس بیٹھ کر گزار دیتی تھی مگر ماتھے پر شکن نہیں لاتی تھی اور تم ہو کہ جانے بوجھے بغیر الزام دھر رہے ہو اس معصوم پر۔ ایسے تو تم کبھی بھی نہیں تھے۔ بدتہذیب لوگوں کی ہوا لگ گئی ہے تمہیں اس لیے اتنی بری زبان استعمال کر رہے ہو مگر یاد رکھو آئندہ میں اس کے لیے تمہاری زبان سے اس طرح کی کوئی بات نہ سنوں ورنہ مجھ سے برا کوئی نہ ہو گا۔"

اماں کی جوشیلی اور جذباتی مگر کڑکدار تقریر نے اسے کانوں تک سرخ کر دیا۔ ان کے آگے بولنے کی ہمت تو دادا ابا میں نہیں تھی وہ تو پھر بھی پوتا تھا۔ احراز اور بابر سے بھائی کی حالت دیکھ کر ہنسی روکنا مشکل ہو رہی تھی۔

"ممی نے کچھ کہا ہو گا اسے ورنہ تو وہ اچھی بھلی تھی بس ذرا سی لفٹ کیا دے دی اپنی گاڑی میں بچی کو سہما کر رکھ دیا۔"

اماں اسے اچھی طرح لتاڑنے کے بعد عنبر کو منانے کے لیے روانہ ہو گئیں۔

"بھائی واقعی اس میں حقیقت ہے کچھ یا اماں بس قیافے لگا رہی تھیں؟" احراز کھنکھار کر بڑے سرسری لہجے میں بولا تو وہ اسے کڑے تیوروں سے دیکھنے لگا۔

"اس لڑکی کا اس گھر میں آنا مجھے قطعی پسند نہیں ہے۔ تم لوگ جو ہر وقت فضولیات میں مشغول رہتے

ہو اگر پوری توجہ اپنی اسٹڈیز کو دو تو بہتر ہو گا۔" اس کے سرد لہجے پر ان دونوں کو چپ سی لگ گئی۔

"بھائی! میری سمجھ میں نہیں آتا کہ عنبر آپ کو اچھی کیوں نہیں لگتیں؟" بابر بہت سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا وہ سٹپٹا گیا پھر بے ساختہ بولا۔

"یہ میں نے کب کہا؟"

"اوہ۔" احراز اور بابر کی "اوہ" معنی خیز تھی وہ خفیف سا ہو گیا۔

"بس اس کی حرکتیں مجھے پسند نہیں۔" وہ پھر سے روڈ ہونے لگا۔

"تو بدل دیں گے ناں۔" بابر مسکرایا تو وہ اسے گھورنے لگا۔

"میرا خیال ہے کہ دھوپ جا رہی ہے اب اندر چلنا چاہئے اور جو کام رہ گیا ہو وہ کر لینا چاہئے۔" احراز جلدی سے اٹھ گیا تو بابر نے بھی اس کی تقلید کی وہ گہری سانس لے کر رہ گیا۔ پھر اٹھ کر اندر کی طرف بڑھا بابر اور احراز ٹیبل سیٹ کرنے میں مصروف تھے وہ ان کی خاموشی کو محسوس کر چکا تھا۔

"واہ بھئی۔ بڑی زبردست تزئین ہو رہی ہے۔" اس نے ماحول کے بوجھل پن کو دور کرنے کے لیے فریش انداز میں کہا۔

"تزئین تو ہو رہی ہے مگر آپ ہمارا گفٹ ریڈی رکھیے گا یہ نہ ہو کہ ساری تزئین برباد ہو جائے۔" بابر فوراً خوش دلی سے بولا ان دونوں میں رازی سے ہٹ کر بہترین خوبی ہی تھی کہ وہ ہر بات کو ہلکے پھلکے انداز میں لیتے تھے۔

"اوئیس۔" رازی نے پیشانی پر ہاتھ مارا۔

"بھائی۔" وہ دونوں احتجاجاً بیک وقت بولے تھے وہ بے اختیار ہنس دیا۔

"کاش۔ اس وقت کوئی لڑکی آپ کو دیکھ لے۔" احراز بہت حسرت سے اس کے ہنستے ہوئے خوبصورت چہرے کو دیکھ کر بولا تو وہ خفیف سا ہو گیا۔

"ناجائز فائدہ نہیں۔" اس نے انگلی اٹھا کر تنبیہہ انداز میں کہا مگر آواز میں سختی ندارد تھی اور اسی سے ان دونوں کو حوصلہ ملتا تھا۔

"اور ہاں۔ گفٹس کے لیے فی الحال معذرت۔" اس کا اتنا کہنا تھا کہ وہ دونوں منہ لٹکا کر کھڑے ہو گئے۔ اسے اتنی مصروفیت رہی تھی کہ وہ کچھ سوچ ہی نہیں پایا کہ ان کی برتھ ڈے کے لیے کیا گفٹ لے۔

"لیکن یہ میرا وعدہ ہے جو تم لوگ کہو گے وہی گفٹ دوں گا۔" اس نے فوراً ان کا موڈ ٹھیک کرنے کے لیے وعدہ کیا۔ ان دونوں نے چمکتی آنکھوں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"مکرنے کی نہیں ہو رہی بگ برادر۔ اپنا پرامس یاد تو رکھیں گے نا؟" بابر نے بے یقینی سے پوچھا تو وہ مسکراتے ہوئے بڑے سکون سے انہیں دیکھنے لگا۔

"تم لوگ چاہو تو اشٹامپ لکھ کر دینے کو تیار ہوں۔"

"ہرے۔" بابر نے نعرہ لگایا احراز نے اس کے پھیلے ہاتھ پر بڑے جوش سے ہاتھ مارا تھا۔ اسے ان کی بے تحاشا خوشی بالکل سمجھ میں نہیں آ رہی تھی مگر وہ ان کی حرکتوں پر ہنس رہا تھا۔

"بھائی اگر آپ بعد میں اپنے وعدے سے پھرے تو ہم آپ سے خفا ہو جائیں گے۔" احراز نے جیسے اسے اپنے وعدے پر نظرثانی کرنے کا ایک اور چانس دیا۔

"کیا بے اعتباری ہے بھئی؟" اب کی بار اس نے ذرا تیوری چڑھا کر پوچھا ان کی فضول باتوں سے بچنے کا یہی طریقہ تھا۔

"او کے... او کے۔ بہرحال آپ اپنا پرامس یاد رکھیے گا اور یہ بھی کہ گفٹ ہمیں تبھی دیا جائے گا جب ہم کو چاہئے ہو گا۔" بابر مصالحانہ انداز میں ہاتھ اٹھا کر کہنے لگا تو اس نے اکتا کر کہا۔

"او کے یار... اس سے اچھا تھا کہ تمہارے لیے گفٹس خرید لیتا۔"

"اچھا اب آپ جا کر کپڑے چینج کریں میں مووی بھی بناؤں گا۔" بابر نے اسے اٹھایا تو وہ سستی سے پوچھنے لگا۔

"کیا ہے یار۔۔۔ یونہی نہیں چلے گا؟" اس نے اپنے کپڑوں کی طرف اشارہ کیا۔

"مانا کہ جناب ہر حلیے میں اسمارٹ لگتے ہیں مگر رسم دنیا، موقع اور دستور بھی کوئی شے ہوتے ہیں۔" احراز نے اس کی کاہلی پر طنز کیا ساتھ ہی اس کی تعریف بھی کی تو اسے اٹھتے ہی بنی بابر نے چٹکی بجائی۔

"فٹافٹ۔ میں ذرا اماں کو دیکھوں کہاں رہ گئیں۔" وہ رازی کو کمرے کی طرف بھیج کر عنبر کے گھر جانے لگا مگر وہ اسی لمحے اندر داخل ہوئی تھیں۔ بابر ٹھٹک گیا پھر فوراً" بے اعتنائی سے چہرہ گھما کر احراز سے بات کرنے لگا۔

"دیکھا اماں آپ نے؟ اسی لیے میں آ نہیں رہی تھی یہ لوگ ڈھنگ سے بات تک تو کرتے نہیں، بندہ یہاں آکر کیا کرے۔" وہ فوراً" اماں کی ہمدردی حاصل کرنے کے لیے روہانسی ہوگئی۔

"ڈھنگ سے بات کرنے کے لیے بندے کا میسر ہونا ضروری ہوتا ہے۔" بابر ناراضگی سے بولا تو اس نے مزید بات کرنے کی بجائے گفٹ اس کی طرف بڑھائے۔

"ہپی برتھ ڈے بوتھ آف یو اگر گفٹس نہ پکڑے ہوتے تو ہاتھ جوڑ کر معافی مانگ لیتی۔" وہ بڑی مسکین شکل بنا کر بولی تو وہ ہنس دیے۔ اماں انہیں ہنستے دیکھ کر تسلی سے بیٹھ گئیں۔

"اچھا بھئی کیا رہ گیا باقی؟ اور کیک کدھر ہے اسے تو سیٹ کرو۔" اس نے فوراً" ذمے دارانہ انداز اپناتے ہوئے ہدایات جاری کرنا شروع کیں بابر ساتھ ساتھ مووی بناتا جارہا تھا۔

وہ کپڑے بدل کر آیا تو پہلی نظر اس پر پڑی وہ بے ساختہ ٹھٹک کر رہ گیا۔ وہ بہت محویت سے کیک پر موم بتیاں جلا رہی تھی، روشنی اس کے چہرے کو عجیب سا حسن بخش رہی تھی، جیسے اس کے چہرے کے گرد رنگوں کا ہالہ سا بن گیا ہو۔ نچلے لب کے کونے کو دانتوں تلے دبائے وہ مصروف تھی۔ بابر نے بہت آہستگی اور احتیاط سے کیمرہ عنبر پر سے ہٹا کر رازی کی طرف کیا تھا وہ احراز کی کسی بات پر زور سے ہنسی تو رازی کی محویت ٹوٹی تھی وہ خفیف سا ہو کر سر جھٹکنے لگا بابر نے پھرتی سے اسٹائل بدلا تھا۔

اسے دیکھتے ہی عنبر نے منہ پھیر لیا حالانکہ وہ بالکل نارمل موڈ میں تھا مگر عنبر کو اسے دیکھتے ہی اس کی فضول باتیں یاد آجاتی تھیں۔

بہت اچھے موڈ میں کیک کاٹا گیا۔ رازی اس دوران مووی بناتا رہا تھا بابر اور احراز کی گفتگو اور حرکتیں سب کو مسلسل ہنسا رہی تھیں۔

"میں چلوں اب۔۔۔ کافی دیر ہوگئی ہے۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی تو احراز نے منہ بسورا۔

"جب بھی ذرا لطف آنے لگتا ہے آپ کو دیر ہو جاتی ہے۔"

"اب آؤں گی ناں۔ ویسے بھی آج کل ذرا حالات بہتر ہی ہیں۔" وہ کنکھیوں سے رازی کو دیکھ کر انہیں تسلی دیتے ہوئے بولی۔

"جاؤ رازی ذرا عنبر کو گھر تک چھوڑ آؤ۔" اماں کے حکم پر وہ سٹپٹا گیا۔ میں ہی کیوں؟ وہ الجھا۔

"اماں احراز چلا جاتا ہے۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔

"میں تو بہت تھک گیا ہوں۔" احراز نے فوراً" سر اماں کی گود میں رکھ دیا۔

"اور میں سو گیا ہوں تھکن سے۔" بابر نے اماں کا روئے سخن اپنی طرف ہوتے دیکھ کر آنکھیں موندلیں تو وہ پیر پٹختی باہر نکلنے لگی اماں کی تنبیہہ نظروں نے رازی کو جھنجلاتے ہوئے اٹھنے پر مجبور کردیا۔

وہ بہت خاموشی سے اس کے ساتھ چل رہی تھی۔ اس نے گیٹ کھولا تو وہ باہر نکلتے ہوئے ذرا رکی اور ایک نظر اس کو دیکھا۔

"یوں خود پر جبر کرتے ہوئے آپ اچھے نہیں لگتے۔ آپ جائیے میں خود چلی جاؤں گی۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولی تو چند لمحے وہ اسے دیکھتا رہ گیا۔ وہ بلیو جینز پر گرین ٹی شرٹ اور جینز کی جیکٹ میں ملبوس تھی بالوں کو گرین اسکارف میں لپیٹ رکھا تھا۔ یہ وہ حلیہ تھا جس میں وہ اسے کبھی بھی اچھی نہیں لگتی تھی مگر آج جانے

کیا بات ہوئی تھی کہ وہ بار بار اس پر نظریں جما کر رہ جاتا تھا۔

"مجھے خود پر جبر کرنا نہیں آتا۔" وہ مضبوطی سے بولا تو وہ بے نیازی سے شانے اچکا کر آگے بڑھ گئی وہ لب بھینچے اس کے ساتھ چلنے لگا۔

* ---- * ---- *

آج پھر رازی کے سامنے ان کی پیشی تھی۔ وہ دونوں تو سر جھکائے بیٹھے تھے مگر وہ متواتر ببل گم چباتے ہوئے بے نیازی و بے پروائی کا عظیم الشان نظارہ پیش کر رہی تھی۔

"تم لوگوں کو اتنا بھی احساس نہیں کہ اس طرح کی حرکت کس طرح کے نقصان کا موجب بن سکتی ہے؟" وہ درشت لہجے میں ان سے مخاطب تھا۔

"واٹ؟ نقصان کا..... کیا؟" وہ صاف اسے چڑانے کو نہ سمجھنے والے انداز میں پوچھ رہی تھی وہ اس پر الٹ پڑا۔

"شٹ اپ..... جسٹ شٹ اپ۔ تمہیں تو اب سمجھانے کو بھی دل نہیں کرتا۔"

"اوہ۔ تو پہلے دل کے کہنے پر سمجھاتے تھے۔" وہ سر ہلا کر بولی تو وہ لب بھینچ کر رہ گیا۔

"گاڑی کی چابی میرے روم میں سے کس نے اٹھائی تھی؟" وہ سرد لہجے میں بابر اور احراز سے پوچھنے لگا۔

"بھائی آپ کو ڈانٹنا ہے تو ڈانٹ لیں۔ یوں اب پوچھنے کا کیا فائدہ؟" بابر شوز کی ٹو سے کارپٹ کریدتے ہوئے جھجک کر بولا صاف ظاہر تھا کہ وہ بتانا نہیں چاہ رہا تھا۔ وہ بمشکل خود پر قابو پا سکا۔

"میں نے اٹھائی تھی چابی؟" وہ بڑے سکون سے بولی تو بابر بے چارگی سے احراز کی طرف دیکھنے لگا۔ رازی کی کنپٹیاں سلگ اٹھیں مگر وہ کچھ بولا نہیں۔

"گو ٹو ناؤ۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولا تو بابر اور احراز نے وہاں سے کھسکنے میں ہی عافیت جانی جب کہ وہ اسی لاپروائی بھرے انداز میں اس کے مقابل صوفے پر براجمان تھی۔ وہ تھوڑی دیر منتظر رہا کہ ابھی وہ اٹھ کر گھر چلی جائے گی مگر وہ یونہی ببل کے پٹاخے بنا کر پھوڑتی بیٹھی رہی وہ اکتا کر بول ہی اٹھا۔

"تم بھی گھر جاؤ شام پڑنے والی ہے۔"

اس نے بڑے اطمینان سے اس کو دیکھا پھر اپنے مخصوص انداز میں بولی۔

"آپ کو اتنی فکر کیوں ہے؟"

وہ بمشکل اپنے آپ کو اسے ڈانٹنے سے باز رکھ سکا۔ ایک تو یہ لڑکی بات اس انداز میں کرتی تھی کہ تھپڑ مار دینے کو جی چاہتا تھا۔

"اماں گھر میں نہیں ہیں اور دو تین ہفتوں تک ان کے آنے کا کوئی پروگرام نہیں ہے۔" وہ اسے اماں کے اسلام آباد جانے کی خبر دیتے ہوئے ذرا رکا پھر صاف گوئی سے بولا۔ "اور جب تک اماں نہیں آتیں تمہیں بھی اپنے گھر میں ٹکنا پڑے گا۔"

"اماں نہیں ہیں تو کیا ہوا؟" وہ اب بڑی دلچسپی سے اس کے چہرے پر نظریں ٹکا کر پوچھ رہی تھی وہ تلملا کر رہ گیا۔ مگر بڑے رسان سے بولا۔

"پھر یہ ہے کہ تمہارا یہاں آنا قطعی مناسب نہیں ہے۔"

"اماں نے کہا تھا کہ یہ گھر ان کے نام ہے آپ مجھے یہاں آنے سے بالکل نہیں روک سکتے۔" وہ بڑے ناز سے بولی۔

"تمہاری حرکتیں تو ایسی ہیں کہ تمہیں اٹھا کر باہر پھینکنے کو دل کرتا ہے۔" وہ دانت پیس کر بولا بے بسی سی بے بسی تھی کہ وہ مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا۔

"ذرا سی گاڑی کیا چلا لی' آپ کی ہارٹ بیٹ ڈسٹرب ہو گئی دو چار اسکریچز ہی تو ہیں پیسے لے لیجیے گا۔" وہ زیادہ دیر اپنے خوشگوار موڈ میں نہیں رہ سکی ناک چڑھا کر بولی۔

"کاش دو چار اسکریچ تمہیں بھی آ جاتیں۔" وہ جھلا کر حسرت آمیز لہجے میں بولا تو اس نے بہت شرارت سے اسے دیکھا۔

"اگلی دفعہ آپ کی گاڑی لے کر گئی تو یہ بھی دھیان رکھوں گی۔"

"اب بک بک بہت ہو گئی۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ "یو کین گو ناؤ۔"

وہ جس تکمیہ لہجے اور سرد انداز میں بات کرتا تھا در حقیقت یہی عنبر عباس کی چڑ تھی۔ اس سے کبھی کسی نے تحکمانہ انداز میں بات نہیں کی تھی اس لیے رازی کی بات ماننا اسے اپنی ہار اور شرمندگی کے مترادف لگتا تھا۔

"آپ کیا ڈرتے ہیں مجھ سے؟" وہ بڑے سکون سے بولی تو وہ جز بز ہو کر اسے دیکھنے لگا پھر بڑے طنزیہ لہجے میں بولا۔

"اصولاً" تو اس شکل سے ڈرنا چاہیے مگر میں تمہاری عقل سے ڈرتا ہوں۔"

اس کی بات سمجھ میں تو کیا خاک آتی مگر وہ خوش فہمی میں ضرور مبتلا ہو گئی۔

"پاپا بھی کہتے ہیں کہ میں بہت ذہین ہوں۔" وہ بڑے تفاخر سے بتانے لگی۔ تو اس نے اکتا کر رسٹ واچ دیکھنا شروع کر دی مطلب واضح تھا کہ اس کی بکواس سننے کی فرصت نہیں ہے اور نہ ہی ٹائم۔ پھر وہ خود ہی اٹھ کھڑی ہوئی اور جتانے والے انداز میں بولی۔

"مجھے ذرا کام ہے اس لیے جا رہی ہوں۔"

"تم اپنا کام اطمینان سے تین چار ہفتوں میں کمپلیٹ کر سکتی ہو۔" وہ عاجز آ کر بولا اور گیٹ بند کرنے کے خیال سے اس کے پیچھے چلنے لگا۔ سیمنٹ کی روش پر چلتے ہوئے اس کی نظریں اس کی چال میں الجھنے لگیں۔ وہ ڈارک گرے اینڈ لائٹ گرے کمبی نیشن ٹراؤزر اور چمڑے کی کالی جیکٹ پہنے ہوئے تھی۔ وہ سوچنے لگا شاید ایک دفعہ اس نے اسے شلوار قمیض اور دوپٹے میں دیکھا تھا۔ پھر اس نے سر جھٹک کر لاحول پڑھی اسے یہاں نہیں آنا چاہیے وہ گیٹ کراس کر گئی تو اس نے کھٹاک سے کنڈی لگائی اندر آنے تک وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اسے ہی سوچ رہا تھا۔ کمال ہے رازی فاروقی یہ تمہارا آئیڈیل نہیں۔ اس نے خود کو ٹوک دیا۔

وہ ان دونوں کے پاس آ بیٹھا۔ بابر بہت سنجیدگی سے بک سامنے رکھے ریڈنگ کر رہا تھا۔ جب کہ احراز نوٹس کمپلیٹ کر رہا تھا۔ رازی کو وہ بہت اچھے لگے اس کے ایک ہی دفعہ کہنے پر وہ اس کا کہنا مان جاتے تو اسے بہت فخر سا محسوس ہوتا تھا۔

"بھائی! آپ نے عنبر کو ڈانٹا تو نہیں؟" احراز بہت ہچکچاتے ہوئے پوچھ رہا تھا وہ خوش دلی سے مسکرا دیا۔

"وہ کسی کی ڈانٹ کھانے والی ہے؟" اس نے الٹا سوال کیا تو وہ مطمئن ہو گئے۔

"ویسے تم لوگ مجھ سے پوچھ کر گاڑی لے جاتے تو اور بات تھی اور سب سے فضول بات یہ کہ گاڑی عنبر چلا رہی تھی۔" اس نے ہلکے پھلکے انداز میں سمجھانا شروع کیا۔

"سچی بات بتاؤں بگ برادر۔" بابر نے سر کھجا کر انٹری دی۔ "آئیڈیا میرا تھا۔ ایکچوئلی وہ بہت شیخی خور ہیں خود کو کنگ آف ڈرائیونگ سمجھتی تھیں مگر ساری پول کھل گئی۔" وہ مزے سے بولا تو رازی تاسف آمیز انداز میں اسے دیکھنے لگا۔ پھر طنزاً گویا ہوا۔

"شکر کرو کہ صرف گاڑی پر ہی اسکریچز پڑی ہیں۔"

"وہ تو بھائی دوسری گاڑی کو بچاتے بچاتے۔" احراز نے صفائی پیش کرنا چاہی تو اس نے ٹوک دیا۔

"خیر آئندہ کبھی بھی جی چاہے گاڑی ڈرائیو کرنے کو تو صاف کہو سب کچھ تمہی لوگوں کا تو ہے اور پھر میں سوچ رہا ہوں کہ برتھ ڈے گفٹ میں تم لوگوں کے لیے گاڑی بیسٹ رہے گی۔ ہوں۔" اس نے تائید طلب نظروں سے انہیں دیکھا ان کے سر بیک وقت نفی میں ہلے تھے۔

"واٹ......؟" وہ حیران ہو اٹھا۔

"بھائی! ہم لوگ ابھی سوچ رہے ہیں کہ آپ سے کیا لیں، دیکھیں ناں آپ نے پرامس کیا ہے وہ بھی پہلی مرتبہ۔ اور ظاہر ہے نبھائیں گے بھی ضرور تو کیوں نہ ایسی چیز مانگیں جس کے لیے آپ کو سوچنا پڑے۔" بابر نے فوراً بات سنبھالی۔ وہ بے اختیار مسکرا دیا۔ پھر کندھے اچکا دیے۔

"او کے۔۔۔۔ ایز یو لائک۔"

وہ دونوں معنی خیز نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنس دیے۔

"اینی باڈی ہوم۔۔۔۔۔؟"

اس نے لاؤنج میں [illegible] ہو کر ہانک لگائی۔ بابر اور احراز کالج گئے ہوئے تھے۔ وہ [illegible] تھی مگر یونہی بیٹھے بٹھائے رازی کو تنگ کرنے کو جی چاہا [illegible]

"ہیلو۔"

اس نے اس کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر جھانکا۔ وہ اندر نہیں تھا۔ باتھ روم میں پانی گرنے کی آواز آ رہی تھی، وہ مسکراتی ہوئی اطمینان سے اندر آ گئی۔

"مسٹر رازی فاروقی 'اسٹون مین۔'"

اس نے مینٹل پیس پر [illegible] رازی کی خوب صورت تصویر کو منہ چڑا [illegible] پھر بڑے اطمینان سے اس کے بیڈ پر تکیہ [illegible] لگا کر نیم دراز ہو گئی اور سائیڈ ٹیبل پر [illegible] میگزین اٹھا کر [illegible]

وہ اپنی [illegible] میں [illegible] شانے پر [illegible] سے نکلا تھا [illegible] نہیں [illegible] تھا کہ وہ اس قدر بے وقوف اور بے اختیار ہو [illegible] ایک دم اس کا پارہ ہائی ہونے لگا۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" اس نے تیز لہجے میں پوچھا تو اس نے میگزین ہٹا کر [illegible] وہ بلیک جینز اور بنیان پہنے ہوئے تھا، وہ مسکرائی۔

"میگزین پڑھ رہی ہوں۔" بے حد اطمینان سے کہا تو وہ بے حد حیران [illegible] کیا اس لڑکی کو خود پر اور دوسروں پر اتنا اعتماد ہے کہ [illegible] ابھلا بھی نہیں سوچتی؟

"میں نے تم سے کہا تھا کہ۔۔۔۔۔"

"جب اماں گھر میں نہ ہوں، تم یہاں نہ آیا کرو۔" [illegible] رازی کی بات کاٹ کر شریر انداز میں کہا تو وہ گہری سانس لے کر رہ گیا۔

"تمہیں ڈر نہیں لگتا؟" اس نے کریدنے والے انداز میں پوچھا تو وہ ہنستی ہوئی اٹھ بیٹھی۔

"ڈر۔۔۔۔ کس چیز سے؟" بہت معصومیت سے پوچھا تو وہ لمحہ بھر کو اسے دیکھ کر رہ گیا۔ پھر رک رک کر بولا۔

"میں گھر میں اکیلا ہوں۔"

"سو واٹ۔" وہ بے پروائی سے بولی۔ [illegible] اعتماد ہے اور میں دوسروں کو بھی بہت اچھی طرح پہچانتی ہوں۔"

"ہوں۔۔۔۔۔" وہ بغور اس کے پر اعتماد انداز کو دیکھتے ہوئے فریج کی طرف بڑھا۔ اندر سے کچھ نکال کر گلاس میں انڈیلا۔ [illegible] میں سے آئس کیوبز نکالنے لگا۔

"اتنی سردی میں [illegible] ڈرنک پی رہے ہیں، وہ بھی آئس ڈال کر۔" وہ حیران ہوئی۔

"اٹس اوکے۔۔۔۔ سردی سے بچاؤ کے لیے ہے یہ۔"

وہ بہت ٹھہرے ہوئے انداز میں بولتے ہوئے فریج بند کر کے اس کی طرف [illegible] دیکھتے ہوئے سپ لینے لگا۔ وہ دھیرے سے [illegible] مسکرائی۔

"پہلی دفعہ سنا ہے کہ کوئی ڈرنک سردی سے بھی بچا [illegible]" وہ [illegible] اچک کر بولی تو وہ اس کے سامنے [illegible] بیٹھ [illegible]

"کیوں۔۔۔۔۔ تمہارے پاپا [illegible] آسٹریا میں ہوتے تھے، انہوں نے [illegible] ڈرنک نہیں کی؟" وہ اتنے بے تکلف انداز میں پوچھ رہا تھا کہ لحظہ بھر کو وہ سمجھ ہی نہیں پائی پھر سمجھی تو بھک سے اڑ گئی۔

"یہ۔۔۔۔ یہ۔۔۔۔" اس نے ہکلاتے ہوئے پیپسی نما مشروب کی طرف اشارہ کیا۔

"سرد ممالک میں اس [illegible] گزارا نہیں ہوتا۔" اس کے لہجے میں ہلکی سی لڑکھڑاہٹ [illegible] خوف میں گھر کر پیچھے ہٹی تو وہ نچلا ہونٹ دانتوں تلے [illegible] لیا۔ اس کے مضبوط وجود سے عنبر کو اس وقت شدید [illegible] ہو رہی تھی۔ وہ جانے کے ارادے سے اٹھی تو اس نے [illegible]" اس کا ہاتھ جکڑ لیا۔ اس نے خوف اور دہشت سے اس کی طرف دیکھا۔ اس نے ایک ہی گھونٹ میں وہ سیال حلق میں اتار کر گلاس بستر

پر اچھال دیا اور اس کی طرف دیکھا۔

"مم... میرا... ہاتھ چھوڑیں۔" وہ بوکھلائی، بظاہر ڈیسنٹ اور گریس فل نظر آنے والے رازی فاروقی کا یہ روپ کس قدر ناقابلِ یقین اور خوفناک تھا۔

"تمہیں... تمہیں کیا... فرق پڑتا ہے؟"

"رازی؟" وہ دہشت سے چلا اٹھی اور ہاتھ چھڑانے لگی مگر اس کی گرفت مضبوط تھی۔ خوف سے رونا آنے لگا۔ "یا اللہ..."

"میں... میں نے... تمہیں کہا تھا نا... کسی... کسی مرد... کے پاس تنہا..." وہ بولنے لگا اس کے بہکے لہجے پر اس کے حواس ٹھٹھر گئے۔

"رازی، پلیز پاگل ہو گئے ہیں آپ؟" وہ چیخ رہی تھی ساری خود اعتمادی اڑنچھو ہو گئی تھی۔ اس لمحے یہی جی چاہ رہا تھا کہ پلک جھپکتے میں یہاں سے غائب ہو جائے اس کے آنسوؤں نے تیزی پکڑ لی تھی۔

"کوئی بھی مرد کسی بھی عورت کو تنہا پا کر بہک سکتا ہے اور یہ بات تم اچھی طرح سمجھ گئی ہو گی۔ [illegible] اور تبھی آتا جب اماں آ [illegible] میں تو [illegible] پی رہا تھا بڑے سکون سے [illegible] وہ بھی چپ [illegible] سے اسے دیکھ کر رہ گئی اس کا لہجہ صاف اور انداز نارمل [illegible] اور شکستگی کا احساس لیے روتے ہوئے وہاں سے اٹھی پھر بہت غصے سے چیختی ہوئی بولی۔

"آئی ہیٹ یو رازی فاروقی۔" وہ بھاگتی ہوئی چلی گئی۔

"ہوں۔" وہ سر جھٹک کر الماری کی طرف بڑھا اور شرٹ نکالنے لگا اب کبھی ایسی حرکت کرے گی تو پہلے سو مرتبہ سوچے گی ضرور اس کے ہونٹوں پر دھیمی سی مسکراہٹ تھی۔ اسے واقعی عنبر کے ایسے سیدھے [illegible] روم میں آ کر یوں بے تکلفی کا مظاہرہ کرنے پر بہت غصہ آیا تھا۔ اس کا بیڈ روم تھا اور وہ باتھ روم میں سے کسی بھی [illegible] نکل سکتا تھا۔ یہ بات اسے بھی سمجھنی چاہئے تھی۔

وہ سیٹی بجاتے ہوئے بال ڈرائی کر رہا تھا۔ اس سر پھری کا دماغ سیٹ کرنے کے بعد اسے دلی خوشی اور سکون محسوس ہو رہا تھا۔

وہ اس قدر شاک میں تھی کہ حد نہیں۔ وہ اسے سمجھانے کو یہ طریقہ بھی استعمال کر سکتا ہے اس نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا۔ اسے اب بس [illegible] تھا۔

"گھٹیا انسان..." اس نے تکیے میں منہ چھپا لیا [illegible] کر اب وہ تھک گئی تھی مگر وہ سین یاد آتے تو پھر سے رونا آ جاتا۔

"سمجھا کیا ہے اس نے مجھے... اتنی ہی آسان شے ہوں میں کیا سوچ کر اتنی گھٹیا حرکت کی اس نے آئی ہیٹ ہم۔"

وہ بڑے دکھ اور نفرت سے سوچ رہی تھی۔

دراصل اس نے دنیا کو ہمیشہ اپنی آنکھ سے دیکھا تھا۔ اس کے خیال میں اس کے بابا اچھے اور باکردار تھے تو سبھی مرد باکردار ہوں گے۔ اگر بابر اور احراز غیر ہونے کے باوجود اسے احترام اور عزت سے دیکھتے تھے تو سب کی نظریں حرص و ہوس سے پاک ہوں گی۔ اسی لیے وہ ہر ایک پر اس قدر اعتماد کرتی تھی۔ مگر کوئی رازی فاروقی بھی ایسا ہو سکتا ہے یہ جان کر اسے بہت شاک پہنچا تھا۔ اسے اپنی وہ کلاس فیلو کی بات یاد آ رہی تھی۔ وہ عنبر کی سادگی اور صاف دلی پر اسے سمجھاتی رہتی تھی۔

"شکر کرو عنبر تم تو جانے کس نیکی کے عوض بچی ہوئی ہو ورنہ جیسے تم آنکھیں بند کر کے ہر ایک پر اعتماد کرتی ہو مجھے تو سن کر ہی ڈر لگتا ہے۔"

وہ اس کی بات سن کر بیساختہ ہنسی تھی بلکہ اس کی کیا وہ ہر کسی کی ایسی بات سن کر ہنسی میں اڑا دیتی تھی۔

اور اب اس قدر ہرٹ ہوئی تھی کہ تمام [illegible] سے اعتبار اٹھنے لگا تھا۔ اس نے ایک ہی جھٹکے میں اس کے خیالات تو کیا سوچنے سمجھنے کا انداز بھی بدل دیا تھا۔

اور پھر وہ [illegible] اماں کے آنے تک نہیں آئی۔ بابر اور احراز کئی دفعہ اس سے ملنے گئے مگر وہ کمرے میں بند ہو کر بیٹھ جاتی۔ کتنی جھجک [illegible] خوف سا بھر گیا تھا رازی کے اس فضول ڈرامے سے اس کے دل میں۔

وہ لاکھ خود کو سمجھاتی مگر وہ اعتماد جانے کہاں کھو گیا

تھا۔ شاید رازی کے کمرے میں ہی کہیں۔

اور اماں آئیں تو انہوں نے بھی دھماکا کر دیا۔ ان کی بات سن کر رازی فاروقی نے شور مچا دیا۔

اماں اس کی عنبر سے بات پکی کرنے والی تھیں۔

"اماں میرے لیے کیا وہی رہ گئی ہے۔" وہ بہ مشکل اپنی ناگواری چھپاتے ہوئے بے زاری سے بولا تو انہوں نے گھور کر اسے دیکھا۔

"تم کیا عرش سے اترے ہو؟"

"اماں کوئی بھی ہو مگر وہ نہیں۔" وہ اٹل لہجے میں بولا تو وہ اسے جھاڑنے لگیں۔

"میں کہتی ہوں کوئی بھی نہیں ہوگی سوائے اس کے......" اور ان کی اس ساری تقریر کا آخری جملہ تھا۔

"بن ماں کی بچی ہے۔"

اور اسی جملے نے رازی کو پتا کر رکھ دیا تھا۔

"اب میں تو اس کی ماننے سے رہا۔"

اس کے اس جملے نے ان کو ششدر کر دیا۔ وہ حیرانی کے عالم میں بولیں۔

"کیا بکواس...."

وہ دونوں بازو باندھ کر بے چارگی سے بولا۔

"اماں! میں نئے سرے سے اسکی تربیت نہیں کر سکتا۔ بات بات پر سمجھانا مجھے اچھا نہیں لگتا۔"

وہ اس کی بات سن کر بے چینی سے بولیں۔

"تم اس سے شادی کرو، سمجھانا کیا ہے....."

"اماں پلیز۔" وہ اکتاہٹ آمیز لہجے میں بولا تو جواباً" ان کے جلال کا سامنا کرنا پڑا وہ بوکھلا گیا۔

"اماں..... وہ..... میں..... تو......" وہ اپنی صفائی پیش کرنے لگا مگر انہوں نے موقع ہی نہیں دیا۔ اوپر سے بابر اور احراز نے سونے پر سہاگہ کر دیا۔

"بھائی آپ نے پرامس کیا تھا ہماری پسند کا گفٹ دینے کا۔" احراز نے یاد دلایا تو وہ اسے گھورنے لگا۔ یہ بلف تھا گفٹ دینے کا۔

"اب یہ مت گھوریے بگ برادر! وعدہ کر کے مکرنا مرد کی شان نہیں۔ یہ آپ کے الفاظ ہیں۔" بابر محظوظ ہوتے ہوئے بولا۔

"ڈیکو مت بوتھ آف یو..... میں مکروں گا نہیں۔" وہ دانت پیس کر بولا۔

"تو پھر عنبر کو ہماری بھابھی بنا دیں' دس از اے گفٹ فار اس۔" وہ دونوں بولے تو وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا وہ اپنے ہی الفاظ کی گرفت میں آ گیا تھا۔

اماں نے اسے سوچنے کے لیے فقط رات دی تھی اور اس ایک رات میں جاگ جاگ کر اس نے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر فیصلہ کیا تھا۔ اگر دماغ سے سوچتا تو قطعی رضامند نہیں ہوتا "ویسے لڑکی بری نہیں ہے رازی فاروقی۔" اس نے سرشاری سے اپنے آپ کو مخاطب کیا۔ بابر اور احراز ایسے خوش تھے جیسے ہفت اقلیم کی دولت انہیں مل رہی ہو۔ اماں کی نظروں میں بھی وہ سرخرو ہو گیا تھا۔ اماں فوراً" عباس صاحب کے گھر چلی گئیں۔ احراز اور بابر مسرور تھے اور اسے بھی چھیڑنے سے باز نہیں آ رہے تھے۔ وہ کبھی ان کی باتوں پر ہنس دیتا اور کبھی تنبیہی نظروں سے دیکھنے لگتا۔ اماں لوٹیں تو بہت خوش اور مطمئن تھیں۔

"کیا رہا؟" بابر وہ چھلانگوں میں احراز سے پہلے اماں تک پہنچا۔ وہ اس کی طوفانی رفتار پر دہل سی گئیں۔

"ارے ہٹو..... یہ کوئی کرکٹ میچ تھوڑی ہو رہا ہے۔" وہ خفگی سے بولتی ہوئیں ہانپتی ہوئی رازی کے پاس صوفے پر بیٹھ گئیں۔ وہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"وہ لوگ تو بے حد خوش ہیں۔ عباس تو تمہیں ویسے ہی بہت پسند کرتا ہے۔ بس بیٹی والے ہیں ناں اس لیے فوراً" جواب نہیں دیا۔ صالحہ کہہ رہی تھی کل تک فون کریں گی۔ عنبر سے بھی تو پوچھنا ہے نا۔ پھر اس کے بعد منگنی کر لیجیے گا۔"

انہوں نے پیار سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا تو وہ محض سر ہلا کر رہ گیا۔

"منگنی کیوں؟ ڈائریکٹ شادی۔" بابر کو پھر اختلاف ہوا۔ اماں نے گھور کر اسے دیکھا تو وہ جلدی سے بولا۔

"آپ ہی تو کہہ رہی تھیں کہ یہ میچ نہیں ہے۔ یہ اب میچ والا حساب کر رہی ہیں۔ پہلے کوارٹر فائنل پھر

...ایل اور پھر فائنل۔"

"ہتھیلی پر سرسوں مت جماؤ۔" اماں نے اسے سرزنش کی تو احراز کی زبان میں کھجلی ہونے لگی۔

"اماں! تمہیں ان ڈائریکٹ گنگو تیلی کہہ رہی ہیں۔"

جواباً وہ احراز کو گھور کر رہ گیا۔

رات کا کھانا بہت اچھے موڈ اور خوشگوار باتوں کے ساتھ کھایا گیا۔ وہ دونوں رازی پر چوٹ کرنے سے نہیں چوک رہے تھے۔ وہ بے ساختہ ہنس کر رہ جاتا۔ ان دونوں کی معنی خیز نظروں کو وہ نظر انداز کر رہا تھا۔

احراز، بابر اور اماں سونے کے لیے جا چکے تھے۔ وہ بھی ڈاکومینٹری دیکھ کر ٹی وی آف کرتے ہوئے اٹھا تبھی فون کی بیل بجنے لگی۔ اس نے بھنویں اچکا کر ایک نظر کلاک پر ڈالی۔ ایک بج رہا تھا۔ وہ شانے جھٹک کر بڑھا اور ریسیور اسی انداز میں اٹھا کر کان سے لگایا۔ رانگ نمبر سنتے ہی رکھ دینے کا ارادہ ہوا... دوسری طرف عنبر کو پا کر اسے خوشگوار سی حیرت ہوئی... سونے میں دھنس گیا...

"خیریت؟" اس کے لہجے میں خفیف سا تجسس در آیا۔

"آپ نے اماں کو کیوں بھیجا ہمارے گھر؟" وہ غصیلے لہجے میں پوچھنے لگی تو وہ بے آواز "اوہ" کہہ کر رہ گیا۔ مگر شریر سے لہجے میں جواب دیا جو کہ اس کا خاصا ہرگز نہیں تھا۔

"اس لیے کہ ہمارے ابا نہیں ہیں۔"

"آپ اپنے ذہین ہونے کا رعب اپنے پاس ہی کے لیے رکھ چھوڑیں۔ میں امپریس ہونے والوں میں سے نہیں ہوں۔ کیونکہ میں آپ کو اچھی طرح جان چکی ہوں۔" وہ تلخی سے بولی تو لحظہ بھر کو وہ چپ رہ گیا۔ پھر پرسوچ انداز میں...

"مطلب... کم ٹو دی پوائنٹ۔ کیا مسئلہ ہے؟"

"مسئلہ یہ ہے کہ آپ قطعی مجھ سے شادی نہیں کریں گے۔" وہ تلخی سے بولی۔ رازی کی پیشانی شکن آلود ہو رہی تھی۔

"یہ بات آپ اپنے گھر والوں سے بھی کہہ سکتی تھیں۔ کیونکہ گیند اب ان کے کورٹ میں ہے۔ فیصلہ تو وہی کریں گے۔" اس نے اپنے غصے پر بمشکل قابو پا کر سرد لہجے میں کہا۔

"بابا میری بات کو مذاق سمجھتے ہیں۔ ان کے خیال میں مجھے لوگوں کی پہچان نہیں اور آپ کو بہت شریف سمجھتے ہیں وہ۔" وہ طنزیہ لہجہ اختیار کر کے بولی تو وہ بے ساختہ مسکرا اٹھا۔ اسے فوراً یقین آ گیا کہ گھر والوں کو سمجھانے میں ناکامی کے بعد ہی فون کیا گیا ہے۔

"بہت ذہین ہیں آپ کے پاپا۔"

"آپ اپنا پروپوزل واپس لے لیں بس۔" وہ ہٹیلے لہجے میں بولی۔

"ہم چیز دے کر واپس نہیں لیتے۔" وہ قدرے توقف سے سکون بھرے انداز میں بولا۔

"دیکھیں یہ آپ کی بے عزتی ہے... کا پروپوزل ٹھکرا رہی ہوں۔" وہ ناکام ہو کر اسے اکسانے... کی گفتگو سے خاصا محظوظ ہو رہا تھا اس لیے... ہو کر بیٹھا تھا۔

"سچ... تو... پھر مجھے کیا کرنا چاہیے؟" وہ مصنوعی پریشانی سے پوچھنے لگا تو وہ اپنی چال کامیاب ہوتی دیکھ کر پرجوش انداز میں بولی۔

"آپ فوراً اماں سے انکار کر دیں۔"

"بات تو تمہاری ٹھیک ہے مگر مجھے کیا پتا اماں میرے کہنے سے منع ہوتی ہیں یا نہیں۔ بائی دا وے تمہارے پاپا نے تو کہا تھا کہ وہ تم سے پوچھ کر جواب دیں گے پھر یہ ناانصافی کیوں؟" وہ بڑے سرسری انداز میں پوچھنے لگا۔ وہ بڑے جذباتی لہجے میں بتانے لگی۔

"... ... مانگتے ہیں۔"

"تو ... ..." وہ بے پروائی سے بولا۔ دراصل اسے تجسس تھا کہ اصل بات کیا ہے جو وہ اس طرح بھڑک رہی ہے۔

"کیا...؟" وہ چیخی تو بے اختیار رازی نے ریسیور کان سے پرے کر دیا۔

"یعنی۔۔۔۔ آپ کا مطلب ہے کہ میں انہیں بتاؤں کہ آپ کس قدر بے ہودہ آدمی ہیں۔" وہ غصیلے لہجے میں بولی تو وہ چکرا کر رہ گیا۔ چند سیکنڈ تک تو اس کی سمجھ میں ہی نہیں آیا کہ وہ کیا اور کیوں کہہ رہی ہے۔ سو پوچھ ہی بیٹھا۔ انداز سے ناگواری جھلک رہی تھی۔

"کیا بے ہودگی کی ہے میں نے؟"

"اوہ۔۔۔۔ اتنی جلدی بھول گئے۔" وہ چمک کر بولی۔ "مگر میں نہیں بھول سکتی مجھے آپ گڑبڑ لگتے ہیں۔ کیا پتا آپ ڈرنک کرتے ہوں۔ اب پاپا کو میں وہ سب تو نہیں بتا سکتی ناں۔" وہ اسے گویا سمجھا رہی تھی۔ وہ ہونٹ سکوڑ کر رہ گیا۔ پھر گہری سانس لے کر بولا۔

"آپ بہت ذہین ہیں۔" وہ اس کے شرارت آمیز انداز کو سمجھ نہیں پائی۔ لحظہ بھر کو خاموش رہ گئی۔

"تک۔۔۔۔ کیا آپ۔۔۔۔ آپ واقعی؟" وہ جھجک کر بے یقینی بھرے انداز میں پوچھتے ہوئے اٹک سی گئی۔ وہ اس کی بے یقینی سے حظ اٹھانے لگا۔

"آئی ایم سوری۔" اس نے بہ ظاہر سپاٹ انداز میں کہا۔ حقیقتاً لبوں پر دلکش مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔

"سوری تو مجھے کہنا چاہیے۔ کیونکہ میں اس پروپوزل سے انکار کر رہی ہوں۔" وہ سرد و سپاٹ لہجے میں بولی تو اس نے بے ساختہ گدی پر ہاتھ پھیرا۔

"تو پھر آپ صاف صاف اپنے پاپا سے بات کرلیں۔" رازی جاننا چاہ رہا تھا کہ اس معاملے میں عنبر کتنی بااختیار ہے۔ اندر سے وہ کھٹک بھی رہا تھا کہ یہ نہ ہو وہ اس کی الٹی سیدھی باتوں سے ہی کوئی الٹا فیصلہ کرلے۔ اگر بات بے ضرر رہتی تو اس کا ہلکا مذاق کو جاری رکھنے کا موڈ تھا لیکن اگر بات بگڑنے کا خدشہ ہوتا تو وہ ابھی کلیئر کر دیتا۔ اگرچہ اس کی نیچر ایسی نہیں تھی مگر جتنا اس لڑکی نے اسے تنگ کیا تھا اس کے جواب میں اسے بھی لطف آنے لگا تھا۔

"اگر پاپا میری بات مانتے تو میں اتنی رات کو آپ سے سر نہیں کھپا رہی ہوتی۔" وہ چڑ کر بولی۔ رازی اطمینان بھری سانس لے کر رہ گیا۔

"یعنی تم اس معاملے میں بالکل بے اختیار ہو۔" اس نے بہ ظاہر سرسری انداز میں پوچھا۔ وہ اس انتہائی اہم معاملے میں اپنی پوری تسلی چاہتا تھا۔ دوسری طرف سے اس نے غالباً "بہت تملا کر" کریڈل پر پٹخا تھا۔

"سٹوپڈ۔۔۔۔"

بے ساختہ مسکراہٹ کے ساتھ اس نے زیر لب کہتے ہوئے ریسیور رکھا۔ تھوڑی دیر وہ اس سے ہونے والی گفتگو یاد کر کے محظوظ ہوتا رہا۔ یہ لڑکی اسے مجبور کر رہی تھی کہ وہ اپنے دل کے دروازے اس کے استقبال کے لیے پورے اعزاز سے کھول دے۔ وہ جماہی لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔ "یہ تو سوچنے کا موقع ہی نہیں دے رہی۔ کیسے دندناتے ہوئے دل میں براجمان ہوگئی۔" وہ خوشگوار انداز میں اپنی دلی کیفیت کا تجزیہ کرتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

وہ بے صبری سے بار بار وال کلاک کو دیکھ رہی تھی۔ آج ایک مرتبہ پھر پاپا سے بات کر کے وہ انہیں رشتے سے انکار کرنے پر مجبور کرنا چاہتی تھی مگر پاپا بھی آج اس کی برداشت کی حد آزمانا چاہتے تھے۔ وہ ایک بار پھر وال کلاک پر نظر ڈال کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

ایک تو پاپا پتا نہیں کہاں رہ گئے ہیں۔

وہ جو کبھی کسی مسئلے کو سیریس نہیں لیتی تھی اب کتنے ہی دنوں سے بوکھلائی پھر رہی تھی۔ جھلا رہی تھی، جھنجلا رہی تھی مگر کوئی حل نہیں مل رہا تھا۔ پاپا تو ایک طرف صالحہ چچی اور چاچو بھی ریزن طلب کرتے تھے۔ وہ چکرا کر رہ گئی تھی۔ کتنا عزیز ہو گیا ہے سب لوگوں کو رازی فاروقی کیا ریزن پیش کروں؟ وہ نروس سی ناخن چباتے ہوئے پنڈولم کی طرح ادھر ادھر چکر لگا رہی تھی۔ رازی۔۔۔۔ شادی تو کجا اب اس کا تصور بھی سوائے کراہیت اور کوفت کے کچھ نہیں دیتا تھا۔ وہ گڈریے کی طرح اتنی مرتبہ "شیر آیا شیر آیا" کا نعرہ بلند کر چکی تھی کہ اب اس کے واویلے کو کوئی بھی اہمیت نہیں دے رہا تھا۔

عباس ملک کمرے میں داخل ہوئے تو سامنے ہی

اسے خود سے الجھتے، خود کلامی کرتے دیکھ کر لحظہ بھر کو ٹھٹکے ان پر نظر پڑتے ہی اس نے سلام جھاڑا۔ وہ جواب دے کر آگے بڑھے، بریف کیس اس کے ہاتھ میں دیا اور کوٹ بھی اور خود ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے ہوئے صوفے پر بیٹھ گئے۔ وہ ان کا کوٹ وارڈ روب میں لٹکا کر ان کے پاس آگئی وہ صوفے کی بیک سے سر ٹیکے آنکھیں موندے ہوئے بہت تھکے ہوئے لگ رہے تھے۔ اس نے ان کے پاس بیٹھ کر ان کی پیشانی پر ہاتھ رکھا تو انہوں نے چونک کر آنکھیں کھولیں اور اسے دیکھ کر مسکرائے۔

"پاپا! آپ تھک گئے ہیں؟" بہت پیار سے پوچھا۔

انہوں نے اس کا ہاتھ پیشانی پر سے ہٹا کر لبوں سے لگالیا۔ اس کا دل پسیجنے لگا۔

"جس کا اتنا ذہین بیٹا ہو وہ بھلا کبھی تھک سکتا ہے۔"

ان کے نرم و شفیق لہجے پر اس کی آنکھیں نم ہونے لگیں۔ اس نے ان کے شانے پر سر رکھ دیا۔

"پاپا... آپ مجھ سے تنگ تو نہیں آ گئے؟" وہ دل گرفتگی سے بولی تو انہوں نے اس کا سر تھپکا اور تشویش سے پوچھا۔

"کیا بات ہے ہمارا بیٹا آج اتنا اداس کیوں ہے؟"

وہ کبھی روئی نہیں تھی اس کا خیال تھا کہ اسے رونا نہیں آتا مگر رازی نے اسے رونا سکھلا دیا تھا اور اب پاپا کے ہمدردانہ لہجے پر تو اسے زوروں کا رونا آرہا تھا۔ وہ کچھ نہیں بولی تو عباس ملک یہی سمجھے کہ وہ ان سے جدا ہونے کے خیال سے دل گرفتہ ہو رہی ہے۔ اس لیے وہ اسے تسلی آمیز لہجے میں دلاسہ دینے لگے۔

"تم نے کبھی مجھے تنگ نہیں کیا اور پھر میرے تو گھر میں اجالا ہی تمہارے دم سے ہے۔"

"پھر آپ میری بات کیوں نہیں سنتے؟" وہ حد درجہ بے بسی سے بولی تو اس کی آواز بھیگ رہی تھی۔ وہ بری طرح چونکے۔ فوراً اسے سامنے کیا۔ اس کے گلاب لیے رخساروں پر شبنم کے قطروں کی مانند آنسو لڑھک رہے تھے۔ وہ پریشان ہو اٹھے۔

"کیا ہو گیا... کس نے تمہاری بات نہیں سنی؟"

"پاپا! میں آپ کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گی۔" وہ اپنے لفظوں پر زور دے کر بولی۔

"اچھا پہلے یہ رونا بند کرو، تم تو کبھی نہیں روئیں پھر یہ..." وہ کچھ پریشان اور الجھے ہوئے انداز میں بولے۔ ان کے انداز و الفاظ سے اسے حوصلہ ملا۔ پاپا اس کی بات کبھی نہیں ٹالیں گے۔ اس کے دل میں مسرت کی لہر سی اٹھی۔

"یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ تمہیں اعتراض کیا ہے اس رشتے پر... کوئی... کوئی ایک خامی ہی بتادو۔ ہی از اے نائس پرسن۔ پڑھا لکھا ہے۔ بہت شائستہ اور سلجھا ہوا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ بابر اور احراز سے تمہاری بہترین فرینڈ شپ ہے اماں جی کے بغیر تمہارا گزارا نہیں ہوتا۔ پھر انکار... آئی کانٹ انڈر اسٹینڈ۔" ان کے لہجے میں الجھن، تشویش اور الجھن ہلکورے لے رہی تھی۔

"اب وہ پہلے جیسے بھی نہیں رہے اور سلجھے ہوئے نہیں ہیں بہت بور کرتے ہیں۔ میری ذرا سی بات تو ان سے برداشت نہیں ہوتی۔ سچی پاپا بس ایک تھپڑ مارنے کی کسر باقی رہ جاتی ہے ورنہ تو لفظوں کی گولیاں داغتے ہیں۔" وہ انہیں گویا رازی کا اصلی روپ بتاتے ہوئے آخر میں منہ بسور کر بولی تو وہ بے ساختہ مسکرا دیے۔

"بیٹا جی! آپ ویسے بھی دوسروں کی برداشت آزمانے والی بات کرتی ہیں۔"

"پاپا...!" وہ احتجاجاً بول اٹھی تو وہ ہنس دیے۔

"بس یہ وجہ تھی انکار کی؟" اب وہ سنجیدہ لگ رہے تھے۔ وہ گڑبڑا گئی۔

"پ... یہ معمولی بات نہیں ہے پاپا اور پھر... پاپا وہ اتنے سڑیل ہیں۔ بابر اور احراز کے بھائی تو لگتے ہی نہیں... پاپا... مجھے ان سے شادی نہیں کرنی۔" اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ ان سے ایسی کیا بات کہے کہ وہ متفق ہو جائیں۔ وہ بے بسی سے بولی۔

"اوکے بیٹا جی۔۔۔ آپ پریشان مت ہوں، جو ہو گا اچھا ہی ہو گا۔" انہوں نے گویا بحث سمیٹی۔ وہ بے چارگی سے ان کی طرف دیکھنے لگی۔

"اپنے پاپا پر یقین ہے نا؟" انہوں نے بڑے یقین سے پوچھا تو اس کا سر آپوں آپ اثبات میں ہل گیا۔

"تو بس پھر فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں وہی کروں گا جس میں تمہاری بہتری اور میری طمانیت ہو۔" انہوں نے اسے مطمئن کرنے والے انداز میں کہا تو وہ بے دلی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ رزلٹ اسے صاف نظر آرہا تھا۔ پاپا اس کی بحث کو محض بچپنا گردان رہے تھے۔

"ڈونٹ وری بیٹا۔"

انہوں نے اسے ڈھیلے ڈھالے انداز میں دروازے کی طرف بڑھتے دیکھ کر [illegible] تسلی آمیز لہجے میں کہا تو وہ خاموشی سے اپنے کمرے میں چلی آئی۔

"میں تمہیں دیکھ لوں گی رازی فاروقی۔"

وہ ٹہل ٹہل کر [illegible]

اور پھر [illegible] وہ [illegible] دیکھنے کے لیے رخصت ہو کر بذات خود اس کے گھر آ گئی تھی۔

"میں بہت خوش ہوں کہ مجھے اتنی فرمانبردار اور سعادت مند بیٹی ملی ہے اور خوش نصیب بھی کہ اتنی پیاری بیٹی کے توسط سے مجھے سعادت مند اور سلجھا ہوا بیٹا بھی مل گیا۔ تم بہت خوش رہو گی۔" رخصتی کے وقت پاپا کچھ اس قدر جذباتی ہو رہے تھے کہ وہ خود پگھل کر رہ گئی اس لمحے احساس ہوا کہ تین دفعہ "قبول ہے" جیسا مختصر سا لفظ کہہ دینے سے وہ کہاں سے کہاں جا پہنچی تھی۔ کتنی آسانی سے اس کے گھر والے اسے کسی کے حوالے کر رہے تھے۔

تصویروں اور مووی کا سیشن مکمل ہو چکا تھا۔ مووی میکر رخصت ہو چکا تھا اور ساتھ ہی مہمانوں کی رخصتی بھی عمل میں آنے لگی۔ پاپا اور چاچو اس کی نزدیک سسرال ہونے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے دوبارہ مل کر چلے گئے جبکہ صالحہ چچی ابھی یہیں براجمان تھیں۔

"احراز، بابر اب بس کرو، تنگ کر رکھا ہے تم لوگوں نے بچی کو۔"

اماں بدستور بابر اور احراز کی شوخیوں پر سرزنش کر رہی تھیں۔

"ہم کوئی تنگ نہیں کر رہے۔ بگ برادر کے متعلق سوچا جا سکتا ہے۔ صوفے پر یوں پھیل کر بیٹھے ہیں کہ بچی واقعی تنگ ہو رہی ہے۔" احراز نے رازی کے بہت ریلیکس انداز میں صوفے کی بیک پر بازو پھیلا کر بیٹھنے پر شرارت سے چوٹ کی تو سب کے ہنسنے پر وہ شرما کر سیدھا ہو بیٹھا۔

"یہ کیا بات ہوئی بگ برادر اب تو آپ لیگل ہیں، ڈریں مت۔" بابر فوراً بڑے بھائی کی حمایت پر اتر آیا۔ جواباً رازی نے ہنس کر ہاتھ جوڑ دیے۔

"مجھے تو تم لوگ معاف ہی رکھو۔ قینچی کی طرح چلتی ہے تمہاری زبان۔"

"بھائی، ان ڈائریکٹ اٹیک نہیں کریں۔ اب یہ [illegible] ہے۔" احراز نے فتنہ پروری کی پوری کوشش کی تو صالحہ چچی ہنس دیں۔ رازی سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

"صالحہ! ان لوگوں کو تو بس مسخریاں ہی سوجھتی رہیں گی تم عنبر کو کمرے میں لے جاؤ۔"

اماں کے کہنے پر صالحہ چچی نے اسے بازو سے پکڑ کر کھڑا کیا۔ اس نے انھیں اس طرح دیکھا جیسے جانور قربان گاہ جاتے ہوئے دیکھتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ بالکل سپاٹ تاثرات لیے بیٹھی تھی۔

"اماں یہ کیا۔۔۔۔ اتنی جلدی؟" بابر اور احراز نے احتجاج کیا۔ مگر اماں نے ان کی بے سروپا باتوں پر بالکل دھیان نہیں دیا۔ وہ مرے مرے قدموں سے صالحہ چچی کے ساتھ چل دی۔

وہ کمرے میں داخل ہوا تو بے حد اطمینان اور سکون اس کے مضبوط قدموں اور انداز سے جھلک رہا تھا۔ اس نے ایک نظر سر جھکائے بیٹھی عنبر پر ڈالی۔ اس کے لبوں پر بہت محظوظ کن شریری مسکراہٹ پھیلی

تھی۔ وہ اسے یکسر نظر انداز کر کے فریج کی طرف بڑھا گلاس میں پیپسی انڈیلی اور فریج کا دروازہ بند کر کے ایک سپ لے کر اس کی طرف بڑھا۔ وہ اس کے مقابل بیٹھا۔ کچھ بولا نہیں دو تین سپ پیپسی کے لیے پھر اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"سچ۔۔۔ سچ۔۔۔ [illegible] نہیں ہوا اتنا انکار کرنے کا۔"

رازی نے سرخ نیل پالش سے سجا [illegible] اس کا دودھیا ہاتھ تھام کر طنزاً" کہا۔ اس نے گہری سانس اندر کھینچی پھر جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑایا۔

"اگر میں پاپا کو سب کچھ بتا دیتی تو۔۔۔" وہ نچلا لب دانتوں تلے دبا کر رہ گئی۔

"سب کچھ۔۔۔ کیا۔۔۔؟ یہ۔۔۔؟" اس نے بڑی شوخی سے گلاس لہرایا تو وہ ایک لمحہ اسے دیکھنے لگی مگر دوسرے لمحے خود بخود اس کی پلکیں جھک گئی تھیں۔ کچھ تنہائی اور کچھ اس رشتے کا خیال ٹوٹ کر دھیان میں آیا تھا۔ وہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھنے لگا۔ یہ وہ شوخ و شریر عنبر تو نہیں لگ رہی تھی جو [illegible] کیے رکھتی تھی۔

"میں نے سوچا تھا کہ پاپا کو بتا [illegible] کہ [illegible] آپ پیپسی پی رہے تھے۔" وہ بدقت جملہ مکمل کرتے ہوئے بولی۔ وہ بہت دلچسپی سے اس کے سرخ [illegible] حرکت [illegible] نظریں جمائے ہوئے تھا۔ اس کے الفاظ پر رازی کو خوشگوار حیرت ہوئی۔ آج [illegible] عقل آگئی محترمہ کو۔

"یعنی۔۔۔ محض مجھ پر اعتبار کر کے؟"

"ہوں۔۔۔" اس نے ہلکا سا سر ہلایا۔ اور پھر بے ساختہ ہنس دی۔

"اب [illegible] کلوز کر دیں۔ جو ڈرنک آپ کر رہے ہیں وہ آپ سے [illegible] تھوڑی دیر پہلے میں بھی کر چکی ہوں" وہ گویا اپنی ذہانت [illegible] بولی۔ رازی گلاس رکھ کر بڑی شرارت آمیز مسکراہٹ [illegible] کی طرف پلٹا تھا۔

"[illegible] تمہیں بھی اتنا ہی نشہ ہو رہا ہے جتنا کہ مجھے؟"

اس کی پرتپش سرگوشی پر وہ دق دق رہ گئی اسقدر بیباک لہجہ وہ بھی رازی فاروقی [illegible]

"آپ نے بڑا برا کیا میرے [illegible] انکار کر دیتی اس رشتے سے تو پھر؟ وہ تو بس اچانک [illegible] کہ اس دن آپ ایکدم ٹھیک ہو گئے تھے اور آپ نے بتایا تھا کہ آپ پیپسی پی رہے ہیں۔ اگر یاد نہ آتا تو۔۔۔" وہ اپنی طرف سے اس کا دھیان بٹانے کے لیے جلدی سے بولی۔

"تو۔۔۔؟" وہ دلچسپی سے اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں [illegible] جکڑتے ہوئے اسے دیکھ کر پوچھنے لگا۔ اس نے جواب دینے کی بہت کوشش کی۔ مگر اس کی نظروں کو مسلسل اپنے چہروں پر محسوس کر کے وہ ہولے ہولے لرز رہی تھی۔ وہ اس کی کنفیوژن سے بہت محظوظ ہو رہا تھا۔

"کیا ہے بھئی۔۔۔ زبان جہیز میں نہیں لائیں کیا؟"

وہ اسے چھیڑ رہا تھا [illegible] کی شوخ جسارتوں سے گھبرا کر بوکھلا کر وہ کہہ اٹھی۔

"ٹھیک کہہ رہے [illegible] آپ بھی کسی [illegible]"

[illegible]

وہ شاید جھنجھلا کر پوری بات کہہ دیتی مگر رازی کے بے ساختہ قہقہے نے اسے اپنی بات پر غور کر کے جھینپنے پر مجبور کر دیا۔

"پاگل۔۔۔ میں تمہارا محرم ہوں وہ بات میں نے غیر محرموں کے لیے سمجھائی تھی۔" اس کے شرما کر سمٹنے پر وہ خود جھنجلا رہا تھا۔

"ایسے سمجھاتے ہیں جیسے آپ نے سمجھائی تھی۔" وہ خفا ہوئی۔

"تم جیسوں کے سمجھنے کے لیے [illegible] ضروری ہوتا ہے۔" وہ شریر انداز میں بولا اور ساتھ ہی [illegible] ہاتھ پکڑ کر جو جھٹکا دیا اس سے وہ سنبھل نہیں پائی۔ وہ [illegible] بانہوں میں سمیٹے ہر بات کی تلافی کرنے کی پوری کوشش [illegible] تھا۔ اور وہ زندگی میں پہلی بار بے ترتیب ہونے والی اپنی دھڑکنوں پر غور کرتے ہوئے شرما دی۔

■